بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

Regd. No. P/G.D.P-3 Registered with the registrar of news Papers for India at No. R. N. 61/57 Phone No. 35

18th, 25th, FATAH 1359.
18th, 25th, Dec. 1980

محبت کا سفیر
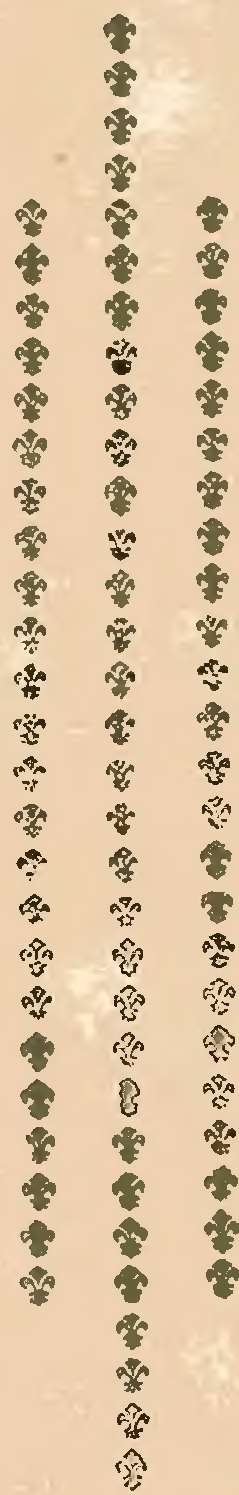
اکرا (غانا) کے انٹرنیشنل ایرپورٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ورودِ مسعود۔

محمد صلاح الدین ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

دَورۂ غانا

اُوپر سے نیچے

۱۔ کوٹوکا (اکرا) کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر مشتاقانِ دید کا جمِ غفیر
۲۔ امیر و مشنری انچارج مکرم عبد الوہاب بن آدم کا والہانہ اظہارِ عقیدت
۳۔ [illegible] مہاما (ایم-پی) و مسٹر اسماعیل سفیر برائے ایتھوپیا اپنے آقا کے حضور میں۔
۴۔ کوکوفو پیراماونٹ چیف کی حضور سے پُرشوق ملاقات۔
۵۔ [illegible] کے ساتھ مسجد احمدیہ اکرا کا [illegible] افتتاح۔

غانا کے صدرِ مملکت ڈاکٹر ہلا لیمان سے حضورِ پُرنور کی ملاقات کا ایک پُرکیف منظر۔

ہوٹل پام کورٹ کے وی۔وی۔آئی۔پی رُوم میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب۔

کیتھولک چرچ کے پروجیکٹ آفیسر مسٹر چارلس انشوم حضور سے محوِ گفتگو ہیں۔

ہفت روزہ بدر قادیان
جلسہ سالانہ نمبر
بابت
۹ تا ۱۶ صفر ۱۴۰۱ ہجری
بمطابق
۱۸ تا ۲۵ فتح ۱۳۵۹ ہش
۱۸ تا ۲۵ دسمبر ۱۹۸۰ء
جلد ــــــ ۲۹
شمارہ ــــ ۵۱-۵۲

شرح چندہ

سالانہ	۲۰ روپے
ششماہی	۱۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک	۴۰ روپے
فی پرچہ	۴۰ پیسے
قیمت جلسہ سالانہ نمبر	دو روپے پچاس پیسے

اداریہ

پندرھویں صدی ہجری کا پہلا عظیم اور مقدس رُوحانی اجتماع

حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولد اور مسکن اور مدفن ہونے اور آپ کے ذریعہ جاری ہونے والی غلبۂ اسلام کی بابرکت آسمانی مہم کا دائمی مرکز قرار پانے کی وجہ سے قادیان کی مقدس اور پاکیزہ بستی کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص شرف اور امتیاز سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور چونکہ تمام اقصائے عالم میں غلبۂ اسلام کی بابرکت آسمانی مہم کی تکمیل کے ساتھ جلسہ سالانہ کا بھی بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے ان مخصوص ایام میں مرکز سلسلہ کا قصد کر کے ان مقبول دعاؤں کا مورد بننا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر اس رُوحانی اجتماع میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے حق میں فرمائی ہیں، بلاشک ایک ایسی عظیم سعادت کا درجہ رکھتا ہے۔ جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

فطری طور پر انسان چونکہ مدنی الطبع واقع ہُوا ہے ــــ اس لئے مذہبی اور قومی زندگی میں وہ اپنی اجتماعیت کا مظاہرہ مختلف رنگوں میں کرتا ہے۔ انہیں اِس اجتماعیت کے اظہار کے لئے وقتی تفریح و دلبستگی کے پروگرام مرتب کئے جاتے ہیں تو کہیں اسے مختلف قسم کے سیمیناروں اور کانفرنسوں کا نام دیا جاتا ہے۔ مگر سچ پوچھئے تو جلسہ سالانہ ان تمام دنیوی اجتماعات سے قطعاً کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے بے کراں نضلوں، رحمتوں اور اس کے خارق عادت نشانات کا حامل یہ وہ عظیم اور مقدس رُوحانی اجتماع ہے جس کی غیر معمولی عظمت واہمیت کے پیشِ نظر خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

اللہ تعالیٰ کی قادرانہ تجلیات کا مظہر یہ مقدس رُوحانی اجتماع اپنے اندر کتنی مہتم بالشان اغراض ومقاصد اور انقلاب انگیز تاثیرات رکھتا ہے۔ اس کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:-

- اِس بابرکت ومسعود جلسہ کا اجراء چونکہ خالصتاً دینی و رُوحانی مقاصد کی تکمیل کے لئے کیا گیا ہے اس لئے اس میں اقصائے عالم سے پروانہ وار کھنچے چلے آنے والے پیکرانِ صدق وصفا کے چہروں پر منزلوں کی مسافت، موسموں کی شدت، راستوں کی دشواری، اخراجاتِ سفر کی گراں باری اور جسمانی تھکاوٹ کے آثار نمایاں ہونے کی بجائے ایک خاص قسم کی طمانیت اور رُوحانی بشاشت دیکھنے میں آتی ہے۔
- اس مقدس اجتماع میں تفریح ودلبستگی کے سامان فراہم کرنے کی بجائے دُنیا کی محبت کو ٹھنڈا کرنے اور خدائے قادر وتوانا سے ذاتی محبت پیدا کر کے اس کی دائمی خوشنودی اور رضا کے حصول کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔
- ان مخصوص ایام میں سرورِ کائنات وفخر موجودات حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں عشق و فدائیت کے والہانہ جذبات کو دلوں میں اُجاگر کرنے اور ہمیشہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے لوث خدمت بجالاتے چلے جانے کی تلقین کی جاتی ہے۔
- ہزاروں ہزار سعید رُوحیں ہر سال اس بابرکت رُوحانی اجتماع سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق قرآن حکیم کے بیش بہا علوم ومعارف اور مہدیِ مسعود علیہ السلام کے عطا کردہ انمول رُوحانی خزائن سے فیضیاب ہوتی ہیں۔
- آسمانی انوار وبرکات سے معمور ان مخصوص ایام میں ہر فردِ جماعت کو انفرادی واجتماعی عبادات، ذکر الٰہی اور عاجزانہ دُعاؤں کے وہ بیش بہا مواقع میسر آتے ہیں جن میں رُوحیں گداز ہو کر آستانۂ الوہیت پر بہنے لگتی ہیں۔ اور دل اس یقین واعتماد سے پُر ہوجاتے ہیں کہ ؎

چل رہی ہے نسیم رحمت کی! ❊ جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

- اس موقعہ پر احبابِ جماعت کی آپسی ملاقات اور تبادلۂ خیالات ہر سال اُن کی باہمی اخوت ومودت اور بین الاقوامی برادری کے ہمہ گیر رشتوں کو مزید وسعت اور پختگی عطا کرتا ہے۔
- جلسہ سالانہ کا انتہائی پاکیزہ اور مقدس رُوحانی ماحول دلوں کو تمام کدورتوں اور آلائشوں سے پاک وصاف کر کے اُن میں ایک نئی رُوحانی تبدیلی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اور وہ یہاں سے خدمت واشاعتِ دین کا ایک نیا جوش، نیا ولولہ اور نئی اُمنگ لے کر اپنے اپنے مستقر کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔
- ان ایام میں رنگ، ونسل، تہذیب وتمدن اور زبان وبیان کا حسین امتزاج جہاں ہماری جماعتی زندگی کے عروج وکمال کا آئینہ دار ہوتا ہے وہاں ہر دیکھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی اِس عظیم بشارت کے کمال آب وتاب کے ساتھ پُورا ہونے کا قطعی اور یقینی ثبوت بھی فراہم کرتا ہے کہ:-

"میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور اُن کے نفوس واموال میں برکت دوں گا۔۔۔۔ اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔" (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

یہ تمام امتیازی خصوصیات تو وُہ ہیں جو عمومی طور پر ہمارے ہر سالانہ اجتماع کو حاصل ہوتی ہیں۔ جبکہ ہمارا موجودہ اجتماع اس جہت سے ایک اہم اور جُداگانہ خصوصیت رکھتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ یہ اجتماع نئی نئی آغاز پذیر ہونے والی اس بابرکت پندرھویں صدی کا پہلا مقدس رُوحانی اجتماع ہے جس میں الٰہی نوشتوں کے مطابق تمام اکنافِ عالم میں توحیدِ خالص کے قیام اور غلبۂ اسلام کی بابرکت مہم کے آسمانی اسباب مہیا ہونے مقدر کئے گئے ہیں۔ گویا یہ اجتماع نئی صدی ہجری میں شاہراہ غلبۂ اسلام کا وہ اہم سنگِ میل ہے جو ہمیں اپنی مساعی کو تیز تر کرنے اور آنے والی عظیم ذمہ داریوں کی کما حقہٗ بجاآوری کا عزم صمیم کرنے کی طرف دعوتِ عمل دے رہا ہے۔ خدا کرے کہ اپنے اندر ایک نرالی شان کے حامل اس بابرکت رُوحانی اجتماع میں آپ کی شمولیت ہر جہت سے بابرکت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس اجتماع کو اُن تمام مہتم بالشان اغراض ومقاصد کی شایانِ شان تکمیل کا باعث بنائے جو مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ساتھ وابستہ کی ہیں۔ اور اس میں شمولیت اختیار کرنے والے اس کی تمام آسمانی برکات سے وافر حصہ پانے والے ہوں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

خورشید احمد انور

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۵ر فتح (دسمبر)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں روزنامہ الفضل مجریہ ۸ر دسمبر کے ذریعہ موصولہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ:-

"حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گُردوں کی انفیکشن ابھی کچھ ہے۔ اور ضُعف بھی ہے۔"

احباب کرام التزام سے دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے ہمارے پیارے آقا کو صحتِ کاملہ عطا کرے۔ آپ کے مقاصدِ حمیدہ میں اپنے فرشتوں کی تائید ونصرت سے نوازے۔ اور ہر آن حامی وناصر ہو۔ آمین۔

قادیان ۱۸ر فتح (دسمبر)۔ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ وبچگان اور جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

☰ قادیان میں جماعت احمدیہ کے ۸۹ ویں جلسہ سالانہ کی تیاریاں بفضلہٖ تعالیٰ اپنے عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ اور اس بابرکت رُوحانی اجتماع میں شمولیت کی غرض سے بیرونی جماعتوں سے مہمانان کرام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا سفر وحضر میں حافظ وناصر ہو آمین۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مَیں سچ سچ کہتا ہوں مَیں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں!

اُس نے مجھے اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ مَیں رسول اللہ کی عظمتیں دنیا پر ظاہر کروں!

آسمانی نور دِلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے، اسے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کو تیار ہو جاؤ

خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور حقائق و معارف عطا کئے ہیں، میری طرف آؤ تا اِس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ

(۱) "یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں۔ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق دُنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالےٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو، چاہو تو رد کرو۔ مگر تمہارے رد کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں فرما دیا ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۰۶)

(۲) "مَیں اِس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اِس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دینِ متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ مَیں اِس پُرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علومِ لدنّیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔

...... مَیں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے، اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے۔ اور مَیں اسی لئے آیا ہوں۔ اور مجھے خدا تعالیٰ نے علمِ قرآن بخشا ہے۔ اور حقائق و معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں۔ اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔ سو میری طرف آؤ تا اِس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۴۲ تا ۴۵، ایڈیشن ۱۹۹۸ء)

(۳) "اِس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دِین اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تاکہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بُلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے لئے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں، نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا۔ لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں۔

...... اگر اللہ تعالیٰ کا جوشِ غیرت میں نہ ہوتا اور اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دُنیا سے اُٹھ جاتا اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا۔ مگر نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

(۴) "آسمانی نور اُترا ہے اور وہ دِلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ تا ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح کہ جو زمین جوہر قابل نہیں رکھتی وہ اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ تم بھی باوجود نور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو اور ٹھوکر کھا کر اندھے کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے۔ مگر تم ان پر قدم مارنے کے لئے عقل اور تزکیۂ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی، تخم ریزی اس میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیۂ نفوس نہیں ہوتا، پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

كَلَامُ الْإِمَامِ إِمَامُ الْكَلَامِ

امامِ آخر زماں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پُر معارف منظوم کلام

منظوم فارسی کلام

مَن نہ از خود ادّعائے کردہ ام

(میں نے اپنے پاس سے یہ دعویٰ نہیں کیا)

او چو بر کس مہربانی مے کند — از زمینی آسمانی مے کند
وہ خدا جب کسی پر مہربانی کرتا ہے — تو اُسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے

عزّتش بخشد ز فضل و لطف و جود — مہر و مہ را پیشش آرد در سجود
اپنے فضل اور لطف و کرم سے اُسے عزّت بخشتا ہے — سُورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ میں گراتا ہے

مَن نہ از خود ادّعائے کردہ ام — امرِ حق شُد اقتدائے کردہ ام
مَیں نے اپنے پاس سے دعویٰ نہیں کیا — بلکہ خُدا کے حکم کی پیروی کی ہے

کارِ حق است ایں نہ از مکرِ بشر — دُشمنِ ایں دشمنِ آں دادگر
یہ خُدا کا کام ہے نہ کہ انسان کا مکر — اس کا دُشمن فریاد کو سُننے والے خدا کا دشمن ہے

آں خدا کیں عاجزے را چیدہ است — رحمتش در کوئے ما باریدہ است
وہ خدا جس نے اِس عاجز کو منتخب کیا ہے — اُس کی رحمت ہماری گلی میں برس رہی ہے

مردم و جاناں پس از مُردن رسید — گم شدم آخر رُخے آمد پدید
مَیں جب اُس کی راہ میں مر گیا تو مرنے کے بعد میرا معشوق آ گیا — جب مَیں اُس کی راہ میں فنا ہو گیا تو اس کا چہرہ مجھ پر ظاہر ہو گیا

من نہ دارم مایۂ کردارہا! — عشق جوشید و از و شد کارہا
میرے پاس اعمال کا ذخیرہ نہیں بلکہ — عشق کا جوش تھا جس سے یہ سب کام ہو گئے

بہرِ من شُد نیستی طورِ خدا — چوں خودی رفت آمد آں نورِ خدا
میرے لئے نیستی ہی خُدا کا طور بن گئی — جب خودی جاتی رہی تو خُدا کا نُور آ گیا

(سراجِ مُنیر)

منظوم اردو کلام

خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش اَلْوِداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں مِلّت کے ہے کوئی گُلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَاءَ الْمَسِيْحُ جَاءَ الْمَسِيْحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عُمرِ دُنیا سے بھی اب ہے آ گیا ہفتم ہزار

باغ مُرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
مَیں خُدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

(منقول از براہینِ احمدیہ حصہ پنجم)

پندرھویں صدی میں دُنیا تثلیث کی بجائے اَحَد اَحَد کی نداؤں سے گُونجنے لگے گی

اس صدی میں نوعِ انسان اُمّتِ واحدہ بنا دی جائیگی اور اسلام کامل طور پر غالب آجائیگا

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ۳۶ ویں سالانہ اجتماع کے آخری روز حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا خطاب

ربوہ ۹ نبوت/نومبر۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ پندرھویں صدی ہجری میں اُمّتِ مُسلمہ میں تکفیر بازی ختم ہوجائے گی۔ حضور نے بڑے یقین اور اعتماد سے فرمایا کہ میں تمھیں بتا رہا ہوں کہ پندرھویں صدی اس کو ختم کر دے گی۔ فرقہ وارانہ تعریف مٹا دی جائے گی اور تمام فرقے اپنے خیالات کو چھوڑ کر اُن کے جھنڈے تلے جمع ہوجائیں گے جن کے پاس اسلام کی خالص اور سچی تصویر ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ کے ۳۶ ویں سالانہ اجتماع کے آخری روز بیس ہزار کے مجمع سے ایک تاریخی خطاب فرما رہے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب چودھویں صدی ہجری کا آخری خطاب تھا۔ اور اپنی قوت اور رُوحانی جذب کے لحاظ سے ناقابلِ فراموش اور یادگار خطاب تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں پندرھویں صدی میں رُونما ہونے والے حالات کا ایک نقشہ کھینچا۔ اور احباب کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ بتایا ہے کہ پندرھویں صدی ہجری میں کیا کیا تبدیلیاں رُونما ہوں گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رُوحانی نگاہ دیکھ رہی ہے کہ اسلام کا دشمن بُت پرست شرک چھوڑ دے گا اور خود پجاری کے ہاتھوں سے بُتوں کو توڑ دیا جائے گا اور وہ کروڑوں سینے جن میں شرک کی ظلمت بھری ہوئی ہے وہ شرک سے خالی ہو کر خُدا اور مُحمّد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے بھر جائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ ہتھیاروں کی نہ ہمیں ضرورت ہے اور نہ اسلام کو۔ اسلام اپنے نور سے حسن اور قوتِ احسان کے ساتھ اُن سے دِلوں کو خدا تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتے گا۔ اور انسانوں میں مُردوں کی پرستش، قبروں کی پرستش اور پیر پرستی اس صدی میں ختم ہو جائے گی۔

حضور نے پُرجلال الفاظ میں فرمایا کہ پندرھویں صدی میں انسانوں کو خدا بنانے کا زمانہ ختم ہوجائے گا۔ اور تثلیث نے جس شدّت سے ہماری فضا کو تثلیث تثلیث کی صوتی لہروں سے معمور کیا ہے اس سے کہیں زیادہ شدّت کے ساتھ اَحَد اَحَد کی صدائیں گونجنے لگیں گی۔ احبابِ کرام اس خوشخبری کو سُن کر جوش اور مسرت سے دیوانے ہوگئے اور اجتماع کا پنڈال بیس ہزار افراد کے نعرہ ہائے تکبیر سے گونجنے لگا۔ اُن میں سے ایک نعرہ کاسرِ صلیب زندہ باد بھی تھا۔

حضور نے فرمایا کہ تثلیث کی ان آوازوں کو خاموش کرنے کے لئے تو ایک بلال رضی اللہ عنہ کافی ہے۔ اور خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو لاکھوں ایسے سینے دے گا جن میں بلال رضی اللہ عنہ کے دل دھڑک رہے ہوں گے۔

حضور نے فرمایا پندرھویں صدی میں وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کا وجود مٹا دیں گے۔ ان کی اس ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کردہ موت کے سامانوں کے ذریعہ سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے معبودِ حقیقی کی طرف رجُوع کرنا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا کہ پندرھویں صدی میں دُنیا سے بڑائی اور چھوٹے پن کا امتیاز ختم کر دیا جائے گا۔ نہ کوئی چھوٹا ہوگا اور نہ کوئی بڑا۔ سب ایک ہی سطح پر آکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے چمٹے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کہ اس صدی میں تکبّر کا سَر توڑ دیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ عاجزی اور انکساری، باہمی اخوت و پیار لے لے گی۔ لڑائیاں جھگڑے ختم کر کے مُسلمان بُنیانٌ مرصوص بن جائیں گے۔ اور وہ ایسی مضبوط دیوار ہوں گے کہ شیطان کا ہر وار اس سے ٹکرا کر ختم ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ پندرھویں صدی میں ساری دُنیا اُمّتِ واحدہ بن جائے گی۔ ایک خُدا ہوگا۔ ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ اور ایک شریعت ہوگی۔ ایک قرآن ہوگا۔ اور ہر نسل اپنے مسائل کا حل قرآن سے ڈھونڈے گی۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کی عظمت کو پہچانو۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ یہ سب اُسی نے کہا ہے کہ ایسا ہوگا۔ اور ایسی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزند نے بتائی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ہوگا۔ مگر اس کے لئے ہم کو اور آپ کو قُربانیاں دینی پڑیں گی۔ اِس لئے

آؤ آج عہد کریں کہ پندرھویں صدی جو انقلاب لانا چاہتی ہے۔ اس کو برپا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ جو بھی قربانی مانگے گا وہ ہم اس کی راہ میں دیں گے۔

ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جا تُو اور تیرا خدا لڑے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے آغاز میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مقام اور چودھویں صدی کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا کہ اگرچہ اس صدی میں بہت سی تکلیف دہ باتیں بھی دیکھنی پڑیں۔ لیکن ان سب کے مقابل پر ہمیں موعود مہدی مل گئے۔ اور ان کی برکتیں اور رحمتیں اُمّتِ محمدیہ میں اگلے ایک ہزار سال تک جاری رہیں گی۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے لکھا ہے کہ دُنیا کی عمر میں اب ایک ہزار سال باقی رہ گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مہدی کو صرف چودھویں صدی کا امام ہی نہیں بنایا بلکہ آخری ہزار سال کے لئے امام آخرالزمان بنا کر بھیجا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تمہارے اور تمہاری نسلوں کے دل مہدی علیہ السلام کے لئے جیت لئے جائیں گے۔ اور اگر تم اس وقت نہ ہوئے تو تمہاری اولادیں ہوں گی جو مہدی کو مانیں گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہدی کے مقام کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ مہدی کا مقام ایک تو اس وجہ سے بہت عظمت رکھتا ہے کہ امتِ محمدیہ کے کروڑہا افراد میں سے صرف اور صرف مہدی کے لئے اللہ تعالیٰ نے وہ پیار مخصوص دیا ہے جو کسی اور کو نہیں ملا۔ دوسرے مہدی کا یہ مقام ہے کہ وہ دین جو تمام قوموں کی طرف بھیجا گیا تھا اس کو کامل اور مکمل غلبہ قرآنی آیت

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

کے مطابق مہدی کے وقت میں ہونا ہے۔ اور امتِ محمدیہ کے تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ اس آیتِ قرآنی میں جس عالمگیر غلبۂ اسلام کا ذکر ہے وہ مہدی کے زمانہ میں ہونا مقدر ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اُندلس میں اسلام کا غلبہ آنے کے بعد ایک بار یہ علاقہ مفتوح ہو جائے گا۔ اور بڑی تباہی آئے گی۔ پھر مغرب کی طرف سے مہدی وہاں پہنچے گا اور مہدی کا آنا اس عالمگیر اسلامی انقلاب کی ابتداء ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ احادیث میں یہ بات بڑے تواتر سے اور بار بار آئی ہے کہ مسیح مہدی اور اس کے اصحاب کو آگ سے بچایا جائے گا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ اسلام کے متعدد حوالہ جات پڑھ کر سُنائے۔ جن میں مہدی کی آمد اور اس کے بلند مقام کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ مہدی کے وقت میں دُنیا اسلام کے نور سے پُوری طرح بھر جائے گی۔ اس کے ماننے والوں کی زبردست کثرت ہوگی۔ اور یہ غلبہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک دوسری صدی کے اختتام تک یہ تمام وعدے پُورے ہو جائیں گے۔ دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں پڑھ کر سُنائیں جن میں احمدیت کے غلبہ کا ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس طرح سے پندرھویں صدی اسلام کو غالب کرنے کی صدی ہے۔ اس لئے آپ لوگ ہنستے مُسکراتے قُربانیاں دیتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ تاریخی خطاب لجنہ اماء اللہ کے اجتماع میں براہ راست سُنایا گیا۔

(الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۸۰ء)

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ اکیلا میرے تمام کاموں کیلئے کافی رہا

محض اعمال کافی نہیں ان کے لئے دعاؤں کو ساتھ ملانا پڑتا ہے

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے استقبالیہ ضیافت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا خطاب

ربوہ ۹ نبوت/نومبر۔ سیدنا حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہدِ خلافت کے ۱۵ سال مکمل ہونے پر فرمایا ہے کہ میں علیٰ وجہ البصیرت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اکیلا میرے تمام کاموں کے لئے کافی رہا۔ حضور نے یہ ارشاد مبارک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی طرف سے حضور کے سہ براعظمی دورے سے کامیاب و کامران مراجعت اور پندرھویں صدی ہجری کے آغاز کے موقعہ پر جو کہ بحمد اللہ تعالیٰ حضور کی خلافت کے ۱۵ سال مکمل ہونے کا دن بھی ہے ۹ نومبر ۱۹۸۰ء کو دی گئی استقبالیہ ضیافت میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آج سے پندرہ سال قبل ۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تھے۔ اور ۹ نومبر ۱۹۸۰ء کی شام بعد از غروب آفتاب پندرھویں صدی ہجری شروع ہوگئی۔ اجتماعی کھانے کی شکل میں یہ ضیافت ایوان محمود میں منعقد ہوئی۔ اور اس میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قائدین علاقہ، ضلع و قائدین مقامی، اراکین مجلس عاملہ مرکزیہ، اراکین قافلہ، ربوہ میں موجود امرائے اضلاع، ناظر صاحبان اور وکلاء نے شمولیت کی۔ اس اجتماعی کھانے میں مجموعی طور پر ایک ہزار سے زائد خدام اور دیگر احباب شریک ہوئے۔ اور انہیں حضور کے ہمراہ شریکِ طعام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ضیافت کے بعد مختصر سے خطاب میں فرمایا کہ ہماری زندگی میں ہمیشہ ہی ایسے واقعات آتے رہتے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ہم اپنے ربِ کریم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان مضبوط ہوتا ہے، خدا کی ذات پر بھروسہ اور توکّل میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا مجھ پر ہی توکّل کرو۔ میں کافی ہوں گا۔ اور کسی اور سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی خشیّت کی ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ پر توکّل کے ایمان افروز نتائج کی مثال دیتے ہوئے سپین کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی سامان مہیا کرتا ہے اور خود ہی کام کرتا ہے۔ اور خود ہی جزا بھی دے دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سپین میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنا اِتنا اہم واقعہ ہے اور انسانی زندگی میں یہ اتنا بڑا انقلاب ہے کہ صرف دس سال پہلے تک کوئی شخص ایسا انقلاب رُونما ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ دس سال قبل کی بات ہے کہ ہم نے سپین کی ایک صدیوں پرانی ٹوٹی پھوٹی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگی۔ حکومت بھی راضی ہوگئی۔ مگر چرچ نہ مانا۔ ان کے ملک کا جو سب سے بڑا پادری تھا اُس نے اجازت نہ دی۔ حضور نے ۱۹۷۰ء کے دورۂ سپین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت تو تمام لوگوں کی بھی یہ حالت تھی کہ ہمیں دیکھ کر اُن کی آنکھوں میں خون اُتر آتا تھا اُس وقت اللہ تعالیٰ نے مستقبل کی باتیں بتائیں جس سے دل کو کچھ سکون ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اس دس سال میں اتنا بڑا انقلاب رُونما ہوا کہ جس جگہ پر مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا وہاں کے عیسائی اتنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے کہ جیسے اُن کے اپنے گرجے کی بُنیاد رکھی جا رہی ہو۔ حضور نے فرمایا کہ وہ اپنی خوشی کو چھپا نہیں رہے تھے بلکہ نمایاں کر رہے تھے۔ اور کھانے پینے کی چیزیں جو وہاں موجود تھیں انہیں وہ کھانے کے لئے نہیں لے رہے تھے بلکہ برکت کے حصول کے لئے انہیں استعمال کر رہے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس لمحہ ہم نے عجیب خوشی محسوس کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں اُن عیسائیوں کا دل لے کر ان کا زاویہ بدل دیا۔ اور اُن کے دلوں میں اسلام کی بنیاد رکھنے کا راستہ ہموار کر دیا۔ اور ان کے دلوں سے سارے غصّے نکال دیئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے آغاز میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے پیش کردہ سپاسنامے میں حضور کے بابرکت دورِ خلافت کے پندرہ سالوں کے ذکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اتنی زندگی عطا کی۔ حضور نے فرمایا کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور کام کی زندگی اور فائدہ پہنچانے والی زندگی ہی زندگی ہے۔ نکمّی، بے فائدہ، بے مقصد اور غیر نفع رساں زندگی کوئی زندگی نہیں۔ حضور نے اس بات کو ایک خوبصورت مثال سے یوں واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بشہد کی مکھی کا بھی قرآن میں ذکر کیا ہے اور شہد کی مکھی کے بارے میں موجودہ تحقیق یہ بتاتی ہے کہ مکھی کبھی اپنے چھتے تلے مری ہوئی نہیں ملے گی۔ بلکہ چھتے سے دُور کام کرتے ہوئے وہیں گر کر مر جائے گی۔ اور ہمیشہ عمل کے میدان میں مرے گی۔ حضور ایدہ اللہ نے یہ لطیف مثال بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ہر احمدی کو یہ عزم کرنا چاہیئے کہ اس کی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہ جائے۔ خدا کی راہ میں عمل کرنے کا جو صلہ ملتا ہے اس کا انحصار اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔ اس لئے جو عمل مقبول ہو جائے اس کا صلہ ملتا ہے۔ اور جن اعمال کا نتیجہ کمزوری یا بدی کی صورت میں ظاہر ہو وہ رد ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اُن کا صلہ نہیں ملا کرتا۔ حضور نے فرمایا اس لئے محض اعمال کافی نہیں ہیں بلکہ اعمال کے ساتھ دُعاؤں کو ملانا ضروری ہے۔ دُعا کو اعمال کے ساتھ پیوست کرنا ایک حقیقت ہے جسے اسلام نے بڑی شدومد کے ساتھ پیش کیا ہے۔

حضور کے خطاب سے قبل محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے تلاوتِ قرآن کریم کی جس کے بعد صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم محمود احمد صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا۔

(الفضل مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۸۰ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

سجودِ قلب و نظر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
شعاعِ زرق ہے منّت کشِ دمِ خورشید
یہ شرق و غرب، یہ اندازۂ شمال و جنوب
نے قوس و کرسیّ و سدرہ نے بالِ جبرائیل
قیام ہو کہ حضر، السبیل ہو کہ صراط
بپا ہے شورِ جہاں میں کئی خداؤں کا
سمٹ رہے ہیں جبینِ اُفق سے اندھیارے
"نِدائے فتحِ نمایاں بنامِ ما باشد"
خلوصِ مہر و وفا کے لہو سے سینچا ہے
جو شاہِ لوح و قلم کا فقیر ہو سو ساحرا

درودِ کیف و اثر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ضیائے شمس و قمر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
فقط ہیں راہگزر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
کمالِ اوجِ بشر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
یہی ہے رختِ سفر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
مری اذاں ہے مگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
دلیلِ نورِ سحر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
کلیدِ فتح و ظفر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
سجودِ حق کا ثمر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
وہی ہے فخرِ ہنر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

(ایچ۔ آر۔ ساحر۔ ربوہ)

رَحمۃٌ للعالمینؐ اور امنِ عالم!

از مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر ، سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ، ربوہ

۱۹۶۸ء کی بات ہے عاجز راقم کو ماریشس دوسری مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سال ۱۲۔ مارچ کو ملک آزاد ہو چکا تھا۔ ہندوؤں کی ۵۲ فیصد آبادی ہے۔ انہوں نے متحد ہو کر انگریزوں سے آزادی حاصل کی۔ دوسری اقلیتوں نے خطرہ محسوس کیا۔ جو آزادی سے چند ماہ پہلے ہی فسادات کا باعث بنے تھے اور دس لاکھ باشندوں کے ننھے منے سے جزیرہ میں سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ یہاں تک کہ آزادی کا دن ۱۲۔ مارچ بھی ڈرتے ڈرتے منایا گیا تھا گویا بین الخوف والرجا کا منظر تھا جو کافی عرصہ تک جاری وساری رہا۔

ان حالات میں باہمی اتحاد کی فضا دوبارہ قائم کرنے کے لئے احمدیہ مسلم مشن ماریشس کی ایک تجویز کو نہ صرف سراہا گیا بلکہ اس پر سب نے بدل وجان عمل کر کے فائدہ بھی اٹھایا۔ جس کا اظہار وہاں کے وزیر اعظم آنریبل سر سیو ساگر رام غلام صاحب نے بھی قولی اور فعلی تعاون سے فرمایا۔ وہ تجویز کیا تھی۔ قرآنی تعلیم کے مطابق ہم نے "بانیان مذاہب عالم" کی شان اور عزت سے ان کے ماننے والوں کو ایک دوسرے سے متعارف کروانے کے لئے ایک دن منایا اور ملک کے سب سے بڑے ہال پلازا (PLAZA) میں ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد کیا جس میں عیسائی بشپ کے نمائندے نے حضرت عیسیٰؑ کی باہمی رواداری کی تعلیم کو بیان کیا۔ پھر حضرت کرشن جی کے ماننے والے سوامی وینکاٹس نندہ (VENKATASANANDA) نے حضرت کرشن جی کی ایسی خوبیوں کو اجاگر کیا جن پر دوسرے بھی عمل کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اسی طرح حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک ورق عاجز نے حاضرین جلسہ کے سامنے پیش کیا۔ حاضرین جلسہ میں تینوں مذاہب کے ماننے والے شامل تھے جن میں نسلی لحاظ سے انڈین بھی تھے چینی بھی تھے اور افریقن بھی تھے اور یورپین بھی۔ ملک کے عوام بھی اور خواص میں سے ہز ایکسی لینسی گورنر جنرل سر لیونارڈ ولیم SIR LEONARD WILLIAMS خاص گیلری میں تشریف فرما تھے۔ آنریبل وزیر اعظم اس جلسہ کی صدارت فرما رہے۔ دو گھنٹہ تک امن و پیار کی فضا میں یہ جلسہ ہوا جسے صاحب صدر نے اس سال کا ملک کا بہترین واقعہ قرار دیا۔ اس لئے کہ آزادی کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ سب نسلوں اور مذہبوں سے تعلق رکھنے والے ماریشین حضرات ایک جگہ جمع تھے اور ایک دوسرے کو محبت سے گلے لگا رہے تھے اور باہم اعتماد کی فضا میں سانس لے رہے تھے مقامی اخبارات نے نہ صرف اس جلسہ کی بالتصویر خبریں دیں بلکہ اس کی افادیت کی خوب تشہیر کی۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن نے بھی اس سے خوب فائدہ اٹھایا اور اسی طور پر کئی پروگرام پیش کئے جن میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لیڈروں کو نہ صرف ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا بلکہ ان کی اچھی اچھی باتیں بھی عوام کو سنوائیں۔

عاجز نے اس موقعہ پر جو قرآنی تعلیم بیان کی وہی اس جلسہ کی محرک تھی اور سب حاضرین نے محسوس کیا کہ ماریشس کی بدامنی کی فضا کو امن میں تبدیل کرنے کے لئے یہ نہایت ہی کارگر ثابت ہوئی ہے۔ مختصراً اس کا ذکر آج کی صحبت میں کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ قرآن مجید نے اعلان فرمایا ہے انا ارسلناک بالحق بشیرا و نذیرا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر آیت ۲۵) ترجمہ ہم نے تجھے (اے محمدؐ) ایک قائم رہنے والی صداقت کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔ گویا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری سنانے اور اس کے عذاب سے ہوشیار کرنے والے ہر قوم میں آتے رہے ہیں جن کا واحد مقصد بھی دوسری آیت میں یوں واضح کیا گیا ہے۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت (نحل آیت ۳۷) ترجمہ:۔ اور ہم نے یقیناً ہر قوم میں رسول کھڑے کئے تا لوگ خدائے واحد کی عبادت کریں اور حد سے بڑھنے والے (طاغوت شیطان) سے بچیں۔

ان دونوں آیتوں کے مضمون کو ایک اور طرح بھی یوں بیان فرمایا۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ (رعد آیت) کہ اے (محمدؐ) تو تو صرف ایک ہوشیار کرنے والا ہے (ہدایت کی طرف) اور ہر ایک قوم کے لئے ہادی گذرے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کاملہ نے جس طرح کل مخلوقات کی جسمانی ربوبیت کے لئے مادی سامان بہم پہنچائے ہیں اسی طرح روحانی ہدایت کے لئے ہادی اور نبی ہر قوم میں بھجوائے جن کی تعداد ایک حدیث نبویؐ کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ بے شک ان میں سے صرف ۲۵، ۲۶ ناموں کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ہے مگر قرآن مجید نے یہ حقیقت بھی تو بیان فرما دی ہے ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک۔ (المومن آیت) ترجمہ:۔ اور یقیناً ہم نے تجھ سے (اے محمدؐ) پہلے بھی رسول بھیجے ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے تجھ پر کر دیا ہے اور ان میں بعض کا ذکر نہیں کیا۔ تاہم ان میں سے ایک ذکر حدیث النبیؐ میں یوں آتا ہے۔ کان فی الھند نبیا اسود اللون۔ کہ ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے جو سانولے رنگ کا تھا۔ اسی حقیقت کا اظہار حضرت خاتم الرسل کے روحانی فرزند نے یوں فرمایا ہے۔

"اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندو کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے ایک یہ الہام بھی ہوا۔ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔" سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۵)

ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ دنیا ارتقائی منازل طے کر کے ایسے مقام پر پہنچ گئی تھی جب خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ اعلان کروا دیا یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (اعراف آیت ۱۵۹) کہ گو پہلے قوم قوم میں ملک ملک میں نبی آیا کرتے تھے مگر اب اے لوگو میں تم سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر اس کا اعادہ یوں بھی فرمایا۔ وما ارسلنک الا کافۃ للناس اے (محمدؐ) ہم نے تجھے سب لوگوں کے لئے مبعوث کیا ہے۔ گویا آپ کے ذریعہ بین الاقوامی مذہب کا اعلان کیا گیا اور ساتھ ہی آپ کے متعلق یہ اعلان بھی ہوا۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (انبیاء ۱۰۸) کہ اے (محمدؐ) ہم نے تجھے رب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ واقعی سب جہانوں کے اور سب انبیاء کے لئے بھی رحمت بن کر آئے کہ آپ نے آکر یہ پرشوکت اعلان فرمایا کل امن باللہ وملئکتہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ (بقرہ آیت ۲۸۶) جس کو آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے دنیا کے سامنے ببانگ دہل یوں پیش فرمایا:-

"قرآن شریف ان تمام نبیوں کا ماننا جن کی قبولیت دنیا میں پھیل چکی ہے مسلمانوں کا فرض ٹھہراتا ہے اور قرآن شریف کی رو سے ان نبیوں کی سچائی کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے حصہ نے ان کو قبول کیا اور ہر ایک قدم میں خدا کی مدد اور نصرت ان کے شامل حال ہو گئی۔" (چشمہ معرفت)

نیز اسلام کی اس بنیادی تعلیم کو تحدی کے ساتھ یوں پیش فرمایا:-

"اسلام وہ پاک اور صلح کار مذہب تھا جس نے کسی قوم کے پیشوا پر حملہ نہیں کیا اور قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا اور تمام دنیا میں یہ فخر خاص قرآن شریف کو حاصل ہے جس نے دنیا کی نسبت ہمیں یہ تعلیم دی کہ لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون یعنی تم اے مسلمانو یہ کہو کہ ہم دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں تفرقہ نہیں ڈالتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو رد کر دیں۔ اگر ایسی کوئی اور صلح کار کتاب ہے تو اس کا نام لو۔ قرآن شریف نے خدا کی عام رحمت کو کسی خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔ (پیغام صلح صفحہ ۲۵۹)

دوسرا اہم پہلو:- ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کے لئے رحمت تھے آپ نے نہ صرف تمام نبیوں اور کتابوں کا احترام سکھا کر امن عالم کی داغ بیل رکھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ امر آپ کے ذریعہ کروایا گیا۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (انعام آیت ۱۰۸) کہ اے لوگو تم ان کو گالیاں مت دو اور برے ناموں سے مت یاد کرو جن کی دوسرے بھائی عبادت کرتے ہیں اور عزت سے پکارتے ہیں خواہ وہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہی ہوں کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو دوسرے ردّ عمل دشمنی میں آکر تمہارے اللہ کو گالی دیں گے اور برے ناموں سے یاد کریں گے حالانکہ انہیں اللہ کے متعلق صحیح علم نہیں۔ اس اصول کی وضاحت ایک حدیث نبوی سے یوں ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدبخت ہے وہ آدمی جو اپنے باپ کو گالی دلواتا ہے۔ اس پر آپ کے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی اپنے باپ کو گالی دے سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں جو دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے بدلے میں اپنے باپ کو گالی دلواتا ہے۔ پس امن عالم کے لئے نہایت ضروری اصول یہی ہوا کہ ہم دوسروں کے معززین کی عزت بجا لاویں تو وہ ہمارے قابل تعظیم بزرگوں کی بھی عزت کریں گے۔ آریوں اور عیسائیوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بیشمار الزامات لگائے جن کے مسکت جوابات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں دیئے اور ساتھ ہی فرمایا:-

"ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا۔"

اس قرآنی اصول کو جب بھی ہم نے پیش کیا۔ اس کا غیر معمولی اثر ہوا۔ مجھے خوب یاد ہے عاجز مدراس میں تھا کہ وہاں کے عیسائیوں کے ایک فرقہ SEVENTH DAY ADVENTIST نے سات روزہ سیمینار میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بیشمار اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور ہمارا نادار پورٹ لوگوں کو آپ سے بدظنی کرنے کی پوری کوشش کی۔ ہمارے مسلمان دوستوں نے اپنے علماء کرام سے مایوس ہو کر ہمیں عیسائیوں کے جواب میں جلسہ کرنے کی دعوت دی، چنانچہ اسی ہال میں ہم نے تین جلسے کئے۔ ایک کا مضمون تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تورات بائیبل کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے آئے ہیں۔ دوسرے جلسہ کا مضمون تھا "قرآن شریف حضرت عیسیٰؑ کو سچے نبی کے طور پر پیش کرتا ہے۔" تیسرے جلسہ میں اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے آخر میں TIT FOR TAT کا مقولہ پیش کیا کہ اس طریق سے بھی معترضوں کا منہ بند ہو سکتا ہے مگر ہم اس پر کیسے عمل کریں ہمارے عیسائی بھائیوں نے تو نا سمجھی کی وجہ سے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے لیں۔ ہم ان کے عیسیٰ کو کیسے گالیاں دے سکتے ہیں۔ جن کو ہم قرآنی حکم کے مطابق سچا نبی مانتے ہیں۔ نہیں نہیں ہم سے ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم رحمۃ للعالمین کے ماننے والے ہیں جو دنیا کے سب انسانوں کے لئے رحمت تھے اور انسانوں کی طرف آنے والے سب نبیوں کے لئے بھی رحمت ہے۔ پس ہم تو سب نبیوں کی عزت قائم کریں گے۔ بلکہ ان کے ماننے والوں کی بھی عزت کریں گے کہ آخر وہ بھی ہمارے ایک نبی کے ماننے والے تو ہیں۔ اور دعا کریں گے تا وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو کر سب نبیوں اور نبیوں کے سردار حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مان لیں جو پہلے انبیاء کی خوبیوں کو اجاگر کرنے آئے تھے۔ مگر یکجا طور پر اور و اذا الرسل اقتت کی آیت کریمہ کے مطابق اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا بروز کامل بھیجا جس نے آپ کی خوبیوں کو دنیا میں اجاگر کیا اور ثابت کیا ہے کہ واقعی آپ رحمۃ للعالمین تھے اور ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نبیٔ اُمّی لقب

نتیجہ فکر محترم جناب ثاقب زیروی ایڈیٹر ہفت روزہ "لاہور"

کہوں جو نعتِ پیمبر تو مشکبو ہو دہن
لکھوں جو وصف تو بڑھ جائے آبروئے سخن

نبیٔ اُمّی لقب جس کا خلق تھا قرآں
نثار قدموں پہ جس کے ہر ایک عظمتِ فن

مقربانِ الٰہی کا فخر وہ شہِ دیں
جمالِ حق و صداقت کی اولیں کرن

وہ جس کا نام دل و جاں کو تازگی بخشے
وہ جس کا ذکر مٹائے کدورتوں کی چبھن

وہ جس نے کاٹ دیں ظلم و ستم کی زنجیریں
سکھائے جس نے جہاں کو مروتوں کے چلن

اسی کی یاد میں قلبِ حزیں نے کروٹ لی
کہ گرد جس کے اُڑے ہیں تمام رنج و محن

حریمِ قلب میں آج اُس کی آمد آمد ہے
مرے خیال نے پہنا گلوں کا پیراہن

نہ کام آیا کسی کے عبادتوں کا غرور
وہ بار یاب ہوئے دل جنہیں تھی اُسکی لگن

سلام اُس پہ ہو ثاقب درود ہو اُس پر
دیا ہے جس نے اندھیرے جہاں کو اُجلا پن

امامِ آخر الزّمان حضرت مہدی علیہ السّلام کا ظہور اور عالمِ اسلام کو چودھویں صدی ہجری کا عطیہ

اِنتظار کے بعد حق ناشناسی، محرُومی اور اِنکار

از محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب دھلوی ناظرِ دعوۃ وتبلیغ قادیان

یکم محرم سنہ ۱۴۰۱ ہجری مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء سے پندرہویں صدی کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور چودھویں صدی اختتام پذیر ہو چکی ہے۔ چودھویں صدی ساری دُنیا کے لئے بالعموم اور عالمِ اسلام کے لئے بالخصوص نہایت ہی اہم صدی تھی۔ کیونکہ اہلِ اسلام قرآن مجید۔ احادیثِ نبویہ اور بزرگانِ سلف کے اقوال کی رُوشنی میں چودھویں صدی کے آغاز سے ہی اس امر کے منتظر تھے کہ مُسلمانوں کی اصلاح کے لئے حضرت امام مہدی علیہ السلام اور مسیح موعود جلد ظاہر ہوں گے۔

قرآن مجید میں سُورۃ جُمعہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بعثت اُمّیّین میں ہوئی۔ اور دُوسری بعثت آخَرِین میں ہوگی — اور آخَرِین میں حضورؐ کی بعثت آپ کے مثیل کے ذریعہ ہوگی جسے آپ نے امام مہدی اور فارسی الاصل قرار دیا ہے۔ (بخاری شریف)۔ مزید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں وضاحتاً فرمایا:

کیف انتم اذ نزل فیکم
ابن مریم و امامکم منکم
(مشکوٰۃ شریف باب نزول عیسیٰ)

یعنی اے لوگو! تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب تم میں ابنِ مریم نازل ہوں گے۔ اس حالت میں کہ وہ تمہارے امام تم میں سے ہوں گے۔ (یعنی اُس وقت تمہاری حالت قابلِ اصلاح اور خراب ہوگی)

آنحضرت صلعم نے اس عیسیٰ ابن مریم یعنے مسیح موعود کی ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ وُہ امام مہدی ہوں گے۔ جیسا کہ فرمایا:—

یوشك من عاش منکم ان
یلقیٰ عیسیٰ ابن مریم اماماً
مھدیًا حکماً عدلاً۔
(مسند احمد بن حنبل جلد ۲)

قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے جو امام مہدی اور حکم اور عدل ہوں گے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا:—

لا المھدی الّا عیسیٰ بن مریم۔
(ابن ماجہ جلد ۲)

یعنی امام مہدی اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی شخصیت ہیں۔

شیعہ حضرات کی کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے کہ اشبہ النّاس بعیسی بن مریم کہ امام مہدی عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہوگا۔

شیعہ اور سُنّی کُتب کی رُو سے اُمتِ محمدیہ کا یہ ایک متفقہ عقیدہ ہے۔ کہ جب وُہ موعود مسیح اور امام مہدی ظاہر ہو تو ہر مُسلمان کا اس کی بیعت کرنا اور اس کی جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔ امام مہدی کا ظہور کب ہونا تھا اس بارہ میں قرآن مجید اور احادیث اور اقوالِ بزرگان سے مندرجہ ذیل اُمور ثابت ہیں:—

(۱) اُمتِ محمدیہ کی اُمتِ موسویہ سے مشابہت کے باعث اس امام مہدی اور مسیح موعود کا تیرھویں صدی ہجری کے آخر یا چودھویں صدی ہجری کے شروع میں آنا مقدّر تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اُمتِ موسویہ کے بگڑنے پر چودھویں صدی میں امام مہدی کو ظاہر ہو کر اسلام کو ادیانِ عالم پر غالب کرنا تھا۔ اور اس کا وعدہ قرآنی آیت ھو الّذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ ولو کرہ المشرکون (سورۃ الصف)

مفسّرینِ قرآن اور بزرگانِ وصُلحائے اُمت آنے والے موعود کو اس آیت کا مصداق قرار دے کر کہتے ہیں کہ یہ غلبۂ اسلام جس کا وعدہ اِس آیت میں دیا گیا ہے۔ امام مہدی وعیسیٰ بن مریم کی آمد پر ہوگا۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:—

ھٰذا عند خروج المھدی

کہ اس آیت میں مذکور غلبۂ اسلام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

تفسیر جامع البیان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:—

وذٰلك عند نزول عیسیٰ بن مریم

کہ یہ غلبہ عیسیٰ بن مریم کے نزول پر ہوگا۔

شیعہ حضرات کی مشہور کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے:—

نزلت فی القائم من اٰلِ محمّدٍ

کہ یہ آیت القائم (امام مہدی) کے متعلق نازل ہوئی ہے (بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۳)

ایک اَور معتبر شیعہ کتاب غایۃ المقصود میں لکھا ہے:—

"مراد از رسول دریں جا امام مہدی موعود است"

کہ اس آیت میں رسُول سے مراد امام مہدی موعود ہیں۔

(۲) قرآنِ مجید کی ایک اَور آیت پر بھی غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے غلبہ کے لئے آنے والے امام مہدی کا ظہور چودھویں صدی میں ہونا چاہیئے تھا۔ وہ آیت یہ ہے کہ:—

یدبّر الامر من السمآء الی الارض ثمّ یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہٗ الف سنۃٍ ممّا تعدّون۔ (سُورۃ السجدۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف تدبیرِ امر کرتا رہے گا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد وہ دین آسمان کی طرف چڑھ جائے گا۔ جس کی تعداد تمہاری گنتی اور شُمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر القرون قرنی ثمّ الذین یلونھم ثمّ الذین یلونھم ثمّ یفشو الکذب۔ اس حدیث میں حضورؐ نے اسلام کی پہلی تین صدیوں کو خیر القرون قرار دیا ہے۔ اور اس عرصہ کے بعد جھوٹ کا پھیلاؤ شروع ہونا تھا۔ گویا دینِ اسلام آسمان کی طرف چڑھتا گیا۔ پھر پورا ایک ہزار سال گزرنے پر از سرِ نو تدبیرِ امر ہونا مقدر تھا۔ واقعات پر جب غور کرتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ تیرہ صدیاں گزرنے پر وہ وقت آگیا کہ مُسلمان بالخصوص اور ادیانِ عالم کے پیرو بالعموم مُصلحِ آخر الزمان کے منتظر تھے اس لئے یہی وقت تھا اسلام کے غلبہ اور اس کی نشأۃِ ثانیہ کا۔ اور اس کے لئے امام مہدی علیہ السلام کا ظہور [illegible] تھا۔

اِس آیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بعض محققین نے دُنیا کے چھ دَور بتائے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ پہلا دَور آدمؑ کا ہے چھٹا دَور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ساتواں دَور امام مہدی کا دَور ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر زاہد علی صاحب نے جو حیدرآباد دکن کالج میں پروفیسر تھے اور اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے سنہ ۱۹۵۴ء میں ایک کتاب "اسماعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام" کے عنوان سے شائع کی ہے۔ انہوں نے متعدد حوالہ جات لکھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قائم القیامۃ (امام مہدی علیہ السّلام) کا ظہور ساتویں ہزار کے آغاز پر ضروری ہے۔ چنانچہ لکھا ہے، ترجمہ از عربی عبارت:—

"دَور چھ ہیں۔ پہلا دور آدم ہے۔ چھٹا دور محمدؐ اور ساتواں دَور قائم ہے۔ گویا آدم سے ساتواں مہدی ہے۔ جس سے ایک دُنیا ختم اور آخرت کا افتتاح ہوگا"

اس کے بعد لکھا ہے کہ جملہ ادوار کی تفصیل قرآن مجید کی آیت اِنّ یوماً عند ربّك کالف سنۃٍ ممّا تعدّون سے لی گئی ہے۔ اور وہ یوں کہ اصحاب تاویل کہتے ہیں کہ چھ روز جو قرآن کریم میں آئے ہیں کہ آسمان و زمین ان میں پیدا کیا گیا۔ پیغمبر و مرسلین کے چھ ادوار کو چاہتے ہیں۔ ہر دَور ایک دن کا اور ہر دن ایک ہزار سال کا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا کہ ایک دن تمہارے ربّ کے نزدیک تمہاری گنتی اور شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

قرآن کریم سے ماخوذ اس تشریح کے مطابق ساتویں ہزار کا امام قائم القیامۃ یا امام مہدی ہے۔

(۳) سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک اہم دُعا سکھائی ہے۔ جو ان الفاظ میں ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالّین۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اَے اللہ ہم کو [illegible] راستے پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہُوا۔ مغضوب اور ضالّین کے رستے پر ہمیں نہ چلا۔

مفسّرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مغضوب علیھم یہودی ہیں — اور ضالّین نصاریٰ ہیں جیسا کہ تفسیر رُوح المعانی میں لکھا ہے:—

"المراد بالمغضوب علیھم الیھود وبالضالّین النصاریٰ"
(رُوح المعانی جلد ۱ ص ۸۲)

یعنی مغضوب علیہم سے یہودی اور الضالّین سے مراد نصاریٰ ہیں۔

امام احمد بن حنبل - ابن حبان - ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بھی یہی معنی بیان کئے ہیں - اب یہ ظاہر امر ہے کہ یہود اور نصاریٰ کا امتیاز حضرت مسیح ابن مریم کی آمد پر ہوا - مخالفین حضرت مسیح علیہ السلام یہود ٹھہرے اور حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے والے نصاریٰ قرار پائے - اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تیرہویں صدی کے آخر میں ہوا - جبکہ یہود سخت خراب ہو چکے تھے - اس لئے ضروری تھا کہ مسیح محمدی کا ظہور بھی تیرھویں صدی کے آخر میں ہوتا جبکہ مسلمان یہود کی طرح خراب ہو چکے تھے - اور اس امر کے معترف تھے کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

نیز یہ کہ ؎

اپنی پامالی کا یارب ہمیں خود ہے اعتراف
ہم مسلمان ہیں لیکن ہم میں مسلمانی نہیں

(۴) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ موسیٰ قرار دیا ہے - جیسا کہ فرمایا :-

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا
شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا
اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۔ (سورۃ المزمل)

کہ اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے - اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا - گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ موسیٰ ہیں - اس لئے موسوی سلسلہ کی طرح محمدی سلسلہ میں بھی تیرھویں صدی گزرنے پر مسیح موعود یعنی مسیح محمدی اور امام مہدی کا آنا ضروری تھا -

(۵) قرآن مجید کے بعد جب ہم احادیث نبویؐ پر غور کرتے ہیں تو احادیث سے بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخر ہی ثابت ہوتا ہے - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ
(مشکوٰۃ شریف)

یعنی امام مہدی کی نشانیاں ہزار پر دو سو سال گزرنے کے بعد یعنی ۱۲۰۰ سال گزرنے کے بعد ظاہر ہوں گی - اس میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی تعیین تیرھویں صدی کا آخر ہے -

مشہور اہل سنت امام حضرت ملا علی قاری نے اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا :

"ویحتمل ان یکون اللام
فی المائتین بعد الالف وھو
وقت ظھور المھدی"
(مشکوٰۃ شریف)

یعنی اس حدیث میں مائتین پر الف لام ظاہر کرتا ہے کہ یہ دو صدیاں ہجرت نبویؐ سے ایک ہزار سال گزرنے کے بعد شمار کی جائیں گی گویا بارہ سو سال بعد نشانات ظاہر ہوں گے - اور وہی ظہور مہدی کا وقت ہے -

اس کی مزید تشریح النجم الثاقب میں ملتی ہے - جہاں لکھا ہے :-

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امضت الف و
مائتان واربعون سنۃ یبعث
اللہ المھدی -
(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا -

(۶) حدیث شریف میں ہر صدی میں مجددین کے آنے کی تفصیلی حدیث اس طرح موجود ہے :-

"اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ
عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ
یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا"
(مشکوٰۃ شریف)

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں سے ہر صدی کے سر پر مجددین مبعوث کرتا رہے گا -

تیرہ صدیوں میں باقاعدہ مجددین آتے رہے اور ان کی فہرستیں شائع ہو چکی ہیں - علمائے امت اسی حدیث کے مطابق یہ یقین رکھتے تھے کہ چودھویں صدی کے مجدد امام مہدی علیہ السلام ہوں گے - چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی مشہور کتاب حجج الکرامہ میں تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست دیتے ہوئے لکھا ہے :-

"بر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل
آں را باقی است اگر ظہور مہدی
علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت
گرفت - پس ایشاں مجدد و مجتہد
باشند" (حجج الکرامہ ۱۳۹)

یعنی چودھویں صدی کے شروع ہونے پر جس میں دس سال باقی ہیں - اگر امام مہدی و عیسیٰ کا ظہور ہو جائے تو وہ اس صدی چہاردہم کے مجدد و مجتہد ہوں گے -

(۷) حضرت ابو جعفر بن محمدؓ سے مروی ہے :

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تھلک امۃ
انا اولھا واثنا عشر من
بعدی من السعداء و اولی
الالباب والمسیح ابن مریم
اخرھا" (اکمال الدین صفحہ ۱۵۷)

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کی ابتداء میں میں ہوں اور میرے بعد بارہ نیک اور عقلمند اشخاص ہوں گے اور آخر میں مسیح ابن مریم ہوں گے -

یہ روایت شیعہ لٹریچر میں آتی ہے اور شیعہ لٹریچر میں امتِ محمدیہ کے خلفاء کی مشابہت امتِ موسوی کے خلفاء سے تسلیم کی گئی ہے -
(نور الانوار صفحہ ۵۶)

چنانچہ موسوی سلسلہ کے بارہ خاص خلفاء کے بعد تیرہویں صدی کے آخر پر حضرت مسیح ابن مریم آئے - امتِ محمدیہ میں آنے والے مسیح کی آمد بھی بارہ نیک اشخاص کے بعد بیان کی گئی ہے - جس سے یہ ظاہر ہے کہ امتِ محمدیہ کے مسیح یعنی امام مہدی علیہ السلام کو بھی تیرھویں صدی کے آخر میں ظاہر ہونا تھا -

(۸) احادیث میں بیان کردہ علامات کے مطابق امام مہدی اور مسیح محمدی نے عیسائیت کے غلبہ کے وقت آنا تھا - کیونکہ مسیح محمدی کا اہم کام یہ بیان کیا گیا تھا کہ
"یکسر الصلیب" (بخاری)
یعنی وہ عیسائیوں کے عقائدِ باطلہ جو اس وقت پھیل چکے ہوں گے، کی تردید کرے گا - بالخصوص اس عقیدہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھ کر مر گئے اور ہم انسانوں کے لئے کفارہ ہو گئے - اور تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے - اور آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ ہیں - عیسائیت کے عقائد کا غلبہ تیرھویں صدی ہجری میں اپنی انتہا کو پہنچ گیا - لہٰذا مذکورہ حدیثوں کا تقاضا تھا کہ امام مہدی علیہ السلام تیرہویں صدی ہجری کے آخر یا چودھویں صدی ہجری کے شروع میں ظاہر ہو جاتے -

تیرھویں صدی کے آخر میں مسلمانوں میں امام مہدی کی بڑی شدت سے انتظار شروع ہوا اور مسلمانوں کے روحانی زوال کو دیکھتے ہوئے مسلمان اکابرین نے یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی، ایک عظیم الشان روحانی مصلح کی محتاج ہے - اس لئے انہوں نے اس امر کے لئے التجائیں بھی شروع کر دیں کہ اب امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں - چنانچہ امام آخر الزمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ؎

یا صاحب الزمان بظہورت شتاب کن
عالم ز دست رفت تو پا در رکاب کن
(اخبار وطن)

سنہ ۱۳۰۹ھ ہجری میں مولوی شکیل احمد صاحب سہوانی نے کہا ؎

دین احمد کا زمانے سے مٹا جاتا ہے نام
قہر ہے اے مرے اللہ یہ ہوتا کیا ہے
کیوں نہ مہدیٔ برحق ہیں ظاہر ہوتے
دیر عیسیٰ کے اترنے میں خدایا کیا ہے
(الحق الصریح فی حیات المسیح صفحہ ۱۳۵)

اور علامہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
(ضربِ کلیم)

ابوالخیر نواب نور الحسن خان صاحب نے سنہ ۱۳۰۱ھ ہجری میں لکھا -

"امام مہدی کا ظہور تیرھویں صدی پر ہونا چاہیئے تھا - یہ صدی پوری گزر گئی تو مہدی نہ آئے - اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے - اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گزر چکے ہیں - شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں"
(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱)

خواجہ حسن نظامی دہلوی سنہ ۱۳۳۰ھ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۱ء میں اسلامی ممالک کے سفر پر گئے تو انہوں نے لکھا کہ ممالکِ اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے بات چیت ہوئی - میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا - شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی - انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسی سنہ ۱۳۳۰ھ ہجری میں امام ممدوح ظاہر ہو جائیں گے - (بحوالہ اخبار اہلحدیث ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

چودھری محمد حسین صاحب ایم - اے امام مہدی کے جلد بھیجنے کے لئے اپنے خدا سے یوں التجا کرتے ہیں :-

"یارب! ہمیں اتنی عمر دے کہ ہم اس رحمۃ للعالمین کے نائب کا زمانہ دیکھیں - ہم پر رحم فرما اور اسے ابھی بھیج - اگر یہ وقت اس کے ظہور کا نہیں تو اور کون سا ہوگا ؎

بیا بیا کہ نسیم بہار مے گزرد
بیا کہ گل ز درخت شرمسار مے گزرد
بیا کہ فصلِ بہار است موسمِ شادی
مدار منتظرم روزگار مے گزرد
(کاشف مضطر دیباچہ صفحہ ۔۔)

اسی زمانہ میں عیسائیوں اور ہندوؤں نے بھی حضرت مسیح اور کرشن کی آمد کے لئے التجائیں کیں - اور ایک شاعر نے تو یہاں تک کہا کہ نہہ کلنک اوتار اور امام مہدی کے آنے کا زمانہ یہی ہے اور یہ نہہ کلنک اوتار اور امام مہدی کوئی علیحدہ وجود نہیں ہوں گے بلکہ ایک ہی وجود ہوں گے - چنانچہ انہوں نے نہہ کلنک اوتار کو مخاطب کر کے کہا ؎

نہہ کلنک اوتار آ، آ اے امام دو جہاں
منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی تو نصاریٰ کا مسیح
تو شہ سکان پہ ہے تو شہنشاہ حضور
(پریتم خیابانی - کرشن نمبر - رسالہ بھارت ۔۔)

ہندوستان کے مشہور اخبار تیج دہلی نے ۱۸ اگست ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں زیر عنوان "بھگوان کرشن آؤ" لکھا :-

(باقی دیکھئے صفحہ ۲۳ پر)

پندرھویں صدی ہجری کا آغاز اور جماعت احمدیہ کا روشن مستقبل

از محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی ناظر اصلاح و ارشاد قادیان

چودھویں اور پندرھویں صدی کا سنگم!!!

۹ نومبر ۱۹۸۰ء کے غروب آفتاب کے ساتھ ہم نے چودھویں صدی ہجری کو لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہوئے الوداع کہا اور اسی شام کو محرم الحرام کا چاند نظر آنے اور دوسری صبح ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء کو لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہوئے۔ طلوعِ آفتاب کے ساتھ پندرھویں صدی ہجری کا استقبال کیا گویا ۹ نومبر کی درمیانی رات دونوں صدیوں کے سنگم کی رات تھی اور احمدیوں کے دل خوشی اور مسرت سے پُر تھے اور وہ خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ترانے گا رہے تھے کہ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ چودھویں صدی ہجری میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس صدی کے مامور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے مصداق مسیح موعود اور مہدی معہود پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی جماعت میں شامل ہو کر خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کی سعادت عطا فرمائی اور پندرھویں صدی کے آغاز میں اپنے دلوں میں یہ عہد کر رہے تھے کہ انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی وہ پورے عزم، یقین محکم اور ولولہ و ہمت کے ساتھ غلبۂ اسلام کی روحانی اور آسمانی مہم کے لئے مقدور بھر کوشش کریں گے وباللّٰہ التوفیق

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ اور خدائی تائید و نصرت

چودھویں صدی ہجری کے شروع میں (۱۸۸۹ء میں) حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام شروع ہو گیا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے واضح اعلان فرمایا۔

"مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں"

(اربعین)

اس دعویٰ کے بعد آپ نے اسلام کی ترقی و احیاء کی بشارتیں سنائیں اور حسبِ بشاراتِ الٰہیہ باوجود شدید مخالفت ابتلاؤں اور آزمائشوں کے جماعت احمدیہ ترقی کرتی چلی گئی اور دنیا بھر میں اشاعتِ اسلام کا فریضہ بجا لاتی رہی جس کے نتیجہ میں اب تک دنیا کے قریباً ۸۰ ممالک میں ۱۴۰ تبلیغی مشن قائم ہو چکے ہیں جن سے متعلق ۱۱۹۸ جماعتیں ہیں اور ان میں سینکڑوں مرکزی اور لوکل مبلغ اور معلم کام کر رہے ہیں ان ممالک میں ۳۱۱ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں ۱۰۵ تعلیمی ادارے اور ۳۲ طبی مراکز قائم ہیں ۸ افریقن اور یورپین زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں الغرض اب دنیا میں شاذ ہی کوئی ایسا علاقہ ہو گا جہاں جماعت احمدیہ نہ پائی جاتی ہو یا کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام نہ پہنچ چکا ہو۔ ہر طبقہ و جنس اور علم و فن کے لوگ اس جماعت میں شامل ہیں چنانچہ اب جماعت احمدیہ کو ایک بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہے اور اس کے افراد کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہو چکی ہے اور ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ اس جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

ایک عجب شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک

چودھویں صدی کا شاندار اختتام

چودھویں صدی نے اپنے دور میں عالم اسلام کو فی الواقع صد ہا روح افزا خوش خبریاں سنائیں احمدیت کی تائید و نصرت میں زمین و آسمان سے نشانات ظاہر ہوئے اور زندہ خدا کی شاندار تجلیات کا دنیا نے مشاہدہ کیا۔ صدی سے ہر دن احمدیوں کے موقف پر مہر تصدیق ثبت کی اور آئندہ کے لئے غلبۂ اسلام کے لئے ان کے اندر عزم محکم اور عزم صمیم کا ولولہ پیدا کیا جب کہ ... احمدیت اسی صدی کے آخر میں کسی مزعومہ مہدی و مسیح کے ظہور پذیر ہونے کی وجہ سے مایوس و ... ہو چکے ہیں اور اس صدی کے آخر میں ... ایک ایسا روح پرور اور ایمان افروز واقعہ ظہور پذیر ہوا جس پر سارا عالمِ اسلام فخر کر سکتا ہے کہ اسپین میں اسلامی دور کے حسرت ناک اختتام کے قریباً ۷۰۰ سال بعد ایک خانۂ خدا (مسجد) کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثالث حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی تا کہ سرزمین اندلس میں پھر سے خدائے واحد کا نام سربلند ہو۔ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم لہرائے الغرض خدا تعالیٰ نے یہ سعادت بھی جماعت احمدیہ کے حصہ میں رکھی تھی۔

احمدیہ جوبلی منصوبہ اور پندرھویں صدی

چودھویں صدی کے آخر (۱۹۷۴ء) میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے سامنے خدمتِ دین اور غلبۂ اسلام کا ایک عظیم الشان منصوبہ پیش فرمایا۔ اس منصوبہ پر عمل پیرا ہو کر متعدد ممالک میں نئے تبلیغی مشن کھولے جائیں گے نئی مساجد کی تعمیر ہو گی اور دنیا کی متعدد زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ اور اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جائے گا اور جب جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک سو سال پورے ہوں گے یعنی پندرھویں صدی میں ۱۹۸۹ء میں "صد سالہ جشن" منایا جائے گا۔ اس منصوبے کو بروئے کار لانے کے لئے اپنے واجب الاحترام امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کئی کروڑ روپیہ کے وعدے اور ادائیگی ہو گئی اور ادائیگی مال اب بھی جاری ہے اس منصوبہ کے نتیجہ میں اشاعتِ اسلام کا کام دن رات ترقی پذیر ہے اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

(۱) "... میں شروع ... ہے ... بتایا ہے کہ پہلی صدی بنیادوں کو مضبوط ... ہے اور دوسری ... میں غلبۂ اسلام کی صدی ہے ... کے بعد تیسری صدی میں چھوٹے چھوٹے کام رہ جائیں گے۔ اور وہ جیسا کہ انگریزی میں ایک فوجی محاورہ ہے

"Moping up operations"

یعنی جو چھوٹے چھوٹے کام رہ گئے ہیں ان کو ... جب تیسری صدی میں چھوٹے چھوٹے کام رہ جائیں گے وہ خود ہی ان کاموں کو سنبھال لیں گے"

(خطبہ جمعہ یکم فروری ۱۹۷۴ء
خطبہ ... ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء)

(۲) "قریباً ایک صدی میں آسمان سے فرشتوں نے اُتر کر یہ کام نہیں کرنا اسلام کو غلبہ۔ اسلام کی فتح کا بیج بو دیا گیا ہے لیکن اگر یہ بیج اپنی نشوونما ... ہماری جانیں مانگے تو ہمیں اپنی جان قربان کر دینی چاہیئے اگر ہم سے یہ مطالبہ ہو کہ تمہارے روپے کی ضرورت ہے تو ہمیں اپنے اموال پیش کرنے چاہئیں"

(بدر ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

اور افرادِ جماعت اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر غلبۂ اسلام کے لئے اپنے اموال و نفوس اور اوقات کی قربانی کر رہے ہیں اور اس کے خوشگوار اور شیریں پھل دن رات کھا رہے ہیں اور ان کی پیشانیاں بارگاہ رب العزت میں بغرض شکر و امتنان سجدہ ریز ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

پندرھویں صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کو ان کے شاندار مستقبل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے ۷ نومبر ۱۹۷۹ء کو فرمایا:-

"(۱) ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہماری جماعتی زندگی کی دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے یہی الٰہی منشاء ہے"

(بدر ۲۶ نومبر ۱۹۷۹ء)

محترم مسعود احمد صاحب دہلوی مدیر الفضل ربوہ

خلافت کی سب سے بڑی برکت

جماعت کے بعض سرکردہ احباب کی آراء

جماعت احمدیہ کی تمام تر کامیابیوں اور روز افزوں ترقیات کا راز اگر ایک لفظ میں پوچھا جائے تو اس کا جواب نہایت ہی آسان اور سہل ہے اور وہ یہ کہ "خلافت"۔ اپنے مومن بندوں پر خدا تعالیٰ کا یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ اگر ہم سجدے کرتے کرتے اپنے ماتھے خدا تعالیٰ کی راہ میں گھسا دیں تو بھی اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ الٰہی سلسلہ اپنے جلو میں برکات اپنے ساتھ رکھتا ہے اس پر سوچنے بیٹھیں تو کئی دفتر رقم کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن خلافت کی برکات کا ذکر ختم ہونے میں نہیں آسکتا۔ یہ خدائی انعام اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کی ایک ایسی نہ ختم ہونے والی داستان ہے جس کا ہر باب کس کس رنگ میں کھلتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کیلئے بندوں کی کس کس انداز میں رہنمائی کرتا ہے یہ ایک نہایت لطیف و ایمان افروز داستان ہے۔ اس داستان کی متعدد بکھری ہوئی کڑیاں جوڑنا صحیح پوچھئے تو ایک اکیلے انسان کے بس کا روگ ہی نہیں۔ یہی خیال تھا جس نے میرے ذہن میں ایک سوال کو جنم دیا کہ ——

"خلافت کی سب سے بڑی برکت میری نظر میں کیا ہے —؟" چنانچہ میں اس سوال کے جواب حاصل کرنے کے لئے سلسلہ کے چیدہ چیدہ بزرگوں کے پاس گیا۔ مقصد یہ تھا کہ خلافت کی برکات کا ایک جامع نقشہ ذہن میں آجائے —— ان بزرگوں نے جن خیالات کا اظہار کیا درج ذیل ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

محترم صاحبزادہ صاحب ایک لمبے عرصہ سے عالمگیر جماعت احمدیہ کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تبلیغی نظام کے نگران اور مدارالمہام ہیں۔ آپ تبلیغ کے بین الاقوامی ادارہ تحریک جدید کے وکیل اعلیٰ اور وکیل التبشیر ہیں۔ دنیا کا قریباً ہر کونہ گھوم چکے ہیں۔ اور مشرق وسطیٰ، مشرقی بعید، افریقہ، چین، امریکہ اور یورپ کے سبھی بڑے بڑے شہروں میں جاکر تبلیغ کے کاموں کی نگرانی کر چکے ہیں۔ آپ نے نمائندہ الفضل کے سوال کے جواب میں کہا:۔

"میری نگاہ میں خلافت کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ یہ جماعتی اتحاد کا ذریعہ ہے جس طرح کسی بلڈنگ کو بنانا ہے تو اس کی بنیاد بڑی مضبوط رکھی جاتی ہے۔ اسی طرح کسی بھی ادارہ کی بنیاد ہی اس کی اہمیت اور قوت کا تعین کرتی ہے۔ روحانی لحاظ سے خلافت کو جماعت احمدیہ میں بنیادی اور کلیدی اہمیت (جماعت احمدیہ کو جو مقام) حاصل ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی ساری ترقیات اسی کے گرد گھومتی ہیں۔ جماعتی اتحاد کے ذریعہ سے ہی بین الاقوامی اور قومی اخوت حاصل ہوتی ہے تعلیم و تربیت اور قربانیاں بھی اسی سے ملتی ہیں کہ ہم ایک آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ اور اس ایک آواز کو اپنی قوت خیال کرتے ہیں"

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

محترم صاحبزادہ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نظام میں انتہائی اہم عہدے یعنی ناظر اعلیٰ کے منصب پر سالہا سال سے فائز ہیں۔ حضور ایدہ اللہ کی غیر حاضری میں امیر مقامی ہونے کا شرف بھی عموماً انہی کو ملتا ہے۔ ایک عرصہ سے نہایت حساس عہدے پر جماعتی خدمات بجا لا رہے ہیں ان کے گھر پر حاضر ہوا تو میرا سوال سن کر چند لمحے غور کرنے کے بعد کہنے لگے کہ:۔

"میرے خیال میں خلافت کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ خلیفہ وقت کو خدا تعالیٰ کی بھرپور تائید و حمایت حاصل ہوتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ لمبا عرصہ خلافت ثانیہ اور خلافت ثالثہ کے ساتھ اہم معاملات میں منسلک رہنے کے بعد میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ مثلاً حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر بھی لوگوں نے کئی اعتراضات کئے آپ کے بعض فیصلوں پر تنقید کی اور بزعم خود بڑے بڑے لوگوں نے آپ کے فیصلوں پر رد و قدح کی کہ فلاں قدم غلط اٹھایا ہے۔ یا فلاں فیصلہ غلط کیا ہے اور یہی صورت حال بعض اوقات خلافت ثالثہ میں بھی پیش آتی رہی مگر آخر کار وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر فیصلے کے بارے میں بڑے سے بڑے مخالف کو بھی یہ کہنا پڑا کہ خلیفہ وقت کا فیصلہ درست تھا۔ اور انہی کے بہترین نتائج برآمد ہوئے۔ اور قدم قدم پر اس بات کا اظہار ہوتا رہا کہ خلیفہ وقت کے بلا استثناء ہر فیصلہ کو خدائی تائید و نصرت حاصل رہی اور کبھی کوئی ایسا فیصلہ سامنے نہیں آیا جس کے نتائج ناقص نکلے ہوں یا وقت گزرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ فلاں فیصلہ غلط تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر فیصلے کو خدا کی خصوصی تائید و رضا حاصل تھی۔ اور خلافت کی یہی سب سے بڑی برکت ہے"۔

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

آپ فضل عمر ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر ہیں اور عرصہ دراز سے جماعتی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ فضل عمر ہسپتال کی تعمیر و ترتیب اور اس کا احسن نظام اور اس کے ذریعہ سے خدمت خلق کا وسیع سلسلہ آپ کے اخلاص اور خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو مزید اعلیٰ خدمات جلیلہ بجا لانے کی توفیق دے۔

ان کے پاس ہسپتال میں حاضر ہوا تو کہنے لگے کہ "میرے خیال میں خلافت میں برکت ہی برکت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور جماعت مومنین کی طرف سے جو انتخاب کیا جاتا ہے وہ صرف ایک ذریعہ ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے اس کی تائید و نصرت اپنے خاص فضل سے ہر آن اور ہر گھڑی کرتا ہے"۔

انہوں نے کہا کہ: "میرا تجربہ ہے کہ خلیفہ وقت کے منہ سے نکلی ہوئی چھوٹی سے چھوٹی بات کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کر دیتا ہے یہی سلوک اللہ تعالیٰ کا حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ تھا۔ اور اب یہی سلوک حضرت خلیفۃ ثالث کے ساتھ ہے"۔

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

صاحبزادہ صاحب موصوف میدان تقریر و تحریر کے بے مثل شہسوار ہیں۔ کئی سالوں سے وقف جدید کے ناظم ارشاد اور ناظم مال چلے آرہے ہیں۔ اور وقف جدید کی اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر متعدد بار حضور ایدہ اللہ سے تعریفی کلمات [illegible] ہیں۔ [illegible] انصار اللہ مرکزیہ کے صدر کے عہدہ جلیلہ پر بھی فائز ہیں۔ بڑا وسیع مطالعہ اور بڑی دقیق نظر رکھنے والے وجود ہیں۔

آپ نے میرا سوال سننے کے بعد کہا:۔

"آیت استخلاف میں خلافت کی سب سے بڑی برکت اور غرض و غایت قیام توحید اور تمکین دین بیان کی گئی ہے۔ اور خدا کی وحدت سے تعلق [illegible] وحدت الٰہیہ ہے بلکہ [illegible] وحدت [illegible] نتیجہ آجاتا ہے۔ اور تمکین دین سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں اس کے بارہ میں اسلام کا عملی تجربہ گواہ ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب کبھی امت اسلامیہ پر خوف کے حالات طاری ہوئے تو وابستگان خلافت سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ وہ خوف کی صورت کو امن کی حالت سے بدل دے گا اس سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص نقصان کے بغیر بہت معمولی تکالیف اٹھا کر بڑے بڑے خطرات سے مسلمانوں کی جماعت من حیث القوم آسانی سے گزر جائے گی۔ اس کی متعدد مثالیں خلافت راشدہ اولیٰ میں نظر آتی ہے۔ مثلاً سب سے پہلے انتہائی خوفناک حالات کا ارتداد کی شکل میں ظاہر ہونا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ذریعہ دیکھتے ہی دیکھتے قبائل کا مطیع و فرماں بردار ہو جانا یہ بہترین مثال ہے۔ بظاہر دنیا کے اعتبار سے ایسا فتنہ اگر کسی دنیاوی نظام میں پیدا ہو جاتا اور اسے استیصال کے لئے الٰہی مدد حاصل نہ ہوتی تو یہ نتیجہ نکلنا ناممکن تھا۔

دوسری بار خلافت اولیٰ جماعت احمدیہ اور پھر خلافت ثانیہ میں بار ہا جماعت اس کا مشاہدہ کر چکی ہے"۔

صاحبزادہ صاحب موصوف نے کہا کہ:۔

"اس کے لئے کسی خاص تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ کمزوریاں اور ناطاقتی کیا تھی۔ خوف کتنے شدید اور وسیع تھے اور کس طرح نہایت ہی معمولی قربانی سے خدا نے نہ صرف امن کے حالات پیدا فرمائے بلکہ اس کی عنایات پہلے سے بھی دو چند ہو گئیں۔ یہ خوف کے امن سے بدلنے کے واقعات اتفاقی معاملات یا روز مرہ کے دستور کی بات نہیں بلکہ غیر معمولی الٰہی ہاتھ کے ظاہر ہونے کا وعدہ ہے۔ اور اس کے عام احمدی بلکہ غیر بھی شاہد ہیں"۔

انہوں نے کہا کہ:۔

"اسی طرح تمکنت دین کا کام ہے۔ اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں جو خدمت بجا لانے کی توفیق [illegible] اکثر ممالک اس پر گواہ بن چکے ہیں۔ مزید [illegible]

حاجت [illegible]"

صاحبزادہ [illegible]

"ہم نے یہ [illegible] دیکھا ہے [illegible] جو لوگ خلافت سے ہٹے یا جماعت کے اندر جماعت [illegible] اختیار کی یا خلافت کا بعد [illegible] وہ عملاً کامیاب [illegible] نعمت دین [illegible] سے محروم کر دیئے گئے۔ اُن [illegible] ساری [illegible] صلاحیتیں [illegible] رائیگاں گئیں۔ [illegible] یہ بتلا [illegible] ہوتا ہے کہ لازماً خلافت سے [illegible] اور خادمانہ تعلق [illegible] پڑے گا۔ ورنہ تمکنت دین کا کوئی [illegible] قائم نہیں [illegible]"

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

آپ صدر انجمن احمدیہ [illegible] اور ناظر [illegible] فائز ہیں۔ اس سے پہلے آپ تعلیم الاسلام کالج میں انگریزی زبان و ادب کے مسلّم الثبوت استاد رہ چکے ہیں۔ نہایت خاموشی اور متانت سے خدمتِ دین کرنے والے [illegible] ان کی انتظامی قابلیت کے علاوہ انگریزی زبان اور ادب کی قابلیت بھی [illegible] ہے۔ انہوں نے کہا کہ:-

"یہ خلافت ہے۔ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت ہے۔ اس کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ یہ بندے کا رب سے تعلق قائم کرتی ہے۔ یہ نبوت کا کام ہے جس کا [illegible] خلافت قائم رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ اس کو کوئی انجمن، ادارہ، انسٹی ٹیوشن یا کوئی باڈی سرانجام نہیں دے سکتی۔ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ بندوں کو ہی مقرر کرتا ہے۔ اس نے یہ بندے خدا تعالیٰ سے بندے کا تعلق ثابت کرتے ہیں اس سے تعلق کی راہوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور خدا سے بندوں کا پختہ تعلق قائم کرتے ہیں۔ اور یہی خلافت کی سب سے بڑی برکت ہے۔"

محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب

صاحبزادہ صاحب موصوف آجکل نوجوانوں کی تربیتی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر کے ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں۔ اس کے علاوہ مہتمم اشاعت کے طور پر رسالہ "خالد" اور "تشحیذ الاذہان" کے بھی نگران ہیں۔ نہایت اخلاص سے جماعتی خدمات بجا لانے والے نوجوان ہیں۔ نہایت متحرک ذہن اور ٹھوس قوتِ فیصلہ کے مالک ہیں ان کا کہنا ہے کہ:-

"خلافت کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ وقت کے ساتھ بدلتے ہوئے حالات میں بہترین راہ نمائی صرف خلافت سے ملتی ہے۔ معاشرے میں رہن سہن میں، تہذیب و تمدن میں سوسائٹی کے [illegible] تہذیب میں تبدیلیاں ہوتا ہوتی رہتی ہیں۔ ان تبدیلیوں کے ساتھ افراد کو [illegible] رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ فرض [illegible] خلافت ادا کرتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ جہاں جہاں [illegible] سمجھتا ہے اپنے خلیفہ کے ذریعہ [illegible] پر بند لگاتا جاتا ہے۔ اور جہاں جہاں کمزوری پاتا ہے اُسے دُور کرتا چلا جاتا ہے۔ خلافت ایسی [illegible] نئی برائیوں اور غیر اسلامی حرکات کی نشاندہی کرتی جاتی ہے۔ اور خلیفۂ وقت [illegible] کی رہنمائی فرماتے ہیں کہ فلاں نئی چیز غلط ہے۔ اور فلاں صحیح ہے۔ اس طرح سے بدلتے ہوئے حالات میں انسان کو اپنا راستہ متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ خلافت کی یہی سب سے بڑی برکت ہے۔"

محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب

[illegible] کے مشہور [illegible] احمدی [illegible] مولانا [illegible] علی جوہر کے بھتیجے۔ مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد کے عہدے پر فائز ہیں۔ پاکستان کے اندر اور باہر تبلیغ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ جماعتی لٹریچر پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ نہایت خوش بیان [illegible] اور متاثر کن مقرر ہیں۔ انہوں نے میرے سوال کے جواب میں کہا کہ:-

"خلافت کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ یہ نوعِ انسانی کے لئے ایمان اور اعمالِ صالحہ رکھنے والوں کے حق میں ایک آسمانی شہادت ہے۔ کیونکہ خدا نے مومن اور نیکوکار لوگوں سے ہی یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو خلافت کی نعمت عطا کرے گا۔ اور یہ تو ارشاد خداوندی ہے کہ

"اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ"

کہ جو میرے عہد پورے کرے گا خدا اُس سے اپنے عہد پورے کرے گا۔ یہ وعدہ خدا تعالیٰ نے پہلے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا کیا اور پھر بموجب پیشگوئی

"ثُمَّ تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ"

آخر میں یہ نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو عطا فرمائی۔ اِس نعمت کی دو خاصیتیں ہیں:-

اوّل:- یہ کہ دین کو تمکنت دینا خلافتِ حقّہ اسلامیہ کا کام ہے اور اس کے لئے جو سکیم بھی خلیفۂ وقت بنائے گا، اس کو خدا تعالیٰ کامیابی عطا کرے گا۔ اور یہ اس کی سچائی کی علامت ہوگی۔

اس کی دُوسری خاصیت یہ ہے کہ مومنوں اور نیکوکاروں پر جب خوف کے حالات آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو امن سے بدل دے گا۔"

مولانا موصوف نے کہا کہ:-

"یہ خدا کا قانون ہے کہ دنیا کی کوئی چیز مرکزیت سے خالی نہیں اس لئے خدا کی جماعت کے لئے رسالت کے بعد خلافت کو مرکزیت حاصل ہے جو جماعت کی حیات کی موجب ہے۔ اسی لئے حدیث پاک ہے کہ اپنے امام اور جماعت کو لازم پکڑو۔"

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد

محترم مولانا مورخ احمدیت ہیں اور [illegible] کے سپرد جماعت احمدیہ کی تاریخ مرتب کرنے کا اہم [illegible] ہے۔ [illegible] اور [illegible] دست [illegible] ان کے [illegible] نظر رکھتے ہیں اور [illegible] حوالے [illegible] نہایت [illegible] انکساری اور اخلاص سے [illegible] رہے ہیں۔ جن نے ان کے دفتر واقع خلافت لائبریری میں جہاں پر [illegible] بیٹھے ہوتے ہیں ان سے خلافت کی [illegible] سوال سنتے ہی چند لمحوں میں انہوں نے متعدد حوالے نکال کر کتب میرے سامنے رکھ دیں اور کہنے لگے کہ:-

"عہدِ نبوی کی برکات کا تسلسل خلافت کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے خلافت کا زمانہ پانے والے بہت خوش نصیب ہوتے ہیں کہ وہ خلافت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے جلالی اور جمالی [illegible] کو دیکھتے ہیں اس لحاظ سے خلافت کا مقام ایک زبردست پاور سٹیشن کی طرح بن جاتا ہے کہ فرد کہیں بھی ہو وہ اپنی رُوحانی قوت اسی مرکز سے حاصل کرتا ہے اور خلافت اُن کو زمان و مکان کی قیود سے آزاد کر کے ان تک اپنی برکات پہنچاتی ہے۔"

آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر میں سے ایک جلد نکال کر میرے سامنے رکھی سورۃ القدر کی اس تفسیر میں حضورؓ نے فرمایا ہے کہ آنحضورؐ کا زمانہ اتنا عظیم تھا کہ بڑے سے بڑے بادشاہ کو اگر یہ کہا جائے کہ اس کو دورِ نبویؐ کے زمانے کا ایک لمحہ دیا جائے گا تو وہ اپنی بڑی سے بڑی سلطنت چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائیگا خلافت کے ذریعہ اسی زمانہ کی برکات کا انعکاس ہوتا ہے اور زمان و مکان کے سارے فاصلے ایک جست میں طے ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو لوگ خلافت کی برکات سے مستفید ہوتے ہیں اُن میں بھی عشقِ نبیؐ کی وہی تڑپ ہوتی ہے جو کہ دورِ نبوی کے اصحاب میں تھی۔

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب

مولانا موصوف ایک [illegible] شاعر اور صحافی ہیں۔ آج کل رسالہ تحریک جدید کے ایڈیٹر اور وکیل التعلیم کے عہدہ پر فائز ہیں۔ بیرونِ ملک تبلیغی میدان میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ گفتگو میں اپنے [illegible] کو قائل کرنے کا خصوصی ملکہ رکھتے ہیں۔ وسیع نظر رکھنے والے اور اخلاص و فدائیت سے خدماتِ سلسلہ بجا لا رہے ہیں۔ آپ نے میرے سوال پر کہا کہ:-

"میرے خیال میں خلافت کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ [illegible] ہر شخص [illegible] کا اللہ تعالیٰ سے تعلق [illegible] خدا تعالیٰ سے [illegible] برکات حاصل کرتا ہے [illegible] ہی دراصل سب سے بڑی برکت ہے جو کہ خلیفہ کے ذریعہ [illegible] ہے۔ ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا زمانہ دیکھا ہے اور اب خلافتِ ثالثہ کا دور دیکھ رہے ہیں .... اس برکت سے ہر شخص استفادہ کر سکتا ہے اور ایسا شخص جتنا خلافت سے تعلق بڑھائے گا اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی اس کا تعلق بڑھاتا چلا جائے گا۔ اور اس طرح سے تسلسل نبوت قائم رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ ان کی آمد کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کے ایمان پختہ ہوں اور وہ خدا کے نزدیک آجائیں یہی وہ عمل ہے جس کے لئے خلافت کو اسلام میں قائم کیا گیا ہے۔"

محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب

محترم مولانا صاحب ایک عرصہ سے خدماتِ قرآن بجا لا رہے ہیں۔ خلافتِ ثانیہ میں طویل عرصے تک اہم خدمات پر مامور رہے ہیں اور آجکل ادارۃ المصنفین کے سربراہ ہیں جو کہ تفسیر صغیر، تفسیر کبیر، تاریخ احمدیت اور تفسیر القرآن حضرت مسیح موعودؑ چھاپنے والا ادارہ ہے۔ آپ نے میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ:-

"خلافت کی اصل برکت خدا سے تعلق الہام و کلام اور غیبی خبروں کا علم حاصل کرنا ہے جو کہ خدا سے تعلق پر دلالت کرتا ہے اور یہ خلافت کے وجود ہی میں پایا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب خلافت ختم ہو گئی تو یہ نور امتِ مسلمہ کو مجددین کے واسطے سے ملتا رہا ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی خلیفہ تھے۔ اور یہ نور جس کا احیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا خلافت کے اندر چلتا چلا جائے گا کیونکہ ہر خلیفہ اُسی طرح مسیح موعودؑ سے نور حاصل کرتا ہے گا

(باقی دیکھئے صفحہ ۳۲ پر)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ بابرکت اور انقلاب آفریں دورے کی

چند ایمان افروز جھلکیاں

بین الاقوامی پریس کے آئینہ میں!

روزنامہ "ٹائمز ورلڈ ہیرالڈ" نیویارک

مجریہ ۱۸۔ جولائی سنہ ۱۹۸۰ء

"ایک اسلامی رہنما نیویارک میں"

ان دنوں اسلامی تحریک جماعت احمدیہ کے پیشوا مرزا ناصر احمد نیویارک میں قیام پذیر ہیں۔ اکثر سادہ پاکستانی جنہیں "حضرت" کا اعزازی خطاب دیا جاتا ہے۔ اسلام خوفناک مذہبی گروہ ہوا نہیں۔ یہ سب کی آخری تحریک کے سربراہ ہیں۔ تحریک احمدیہ کی بنیاد گذشتہ صدی کے آخر میں رکھی گئی تھی۔ ان کے پیرو دنیا بھر میں پائے جاتے ہیں اور ان کی ایک مسجد نیویارک کی فورخ سٹراسے میں ہے۔ یہ مذہبی رہنما اس وقت ایک عالمی دورہ پر ہیں۔ ہمارے شہر میں مختصر قیام کے دوران حضرت صاحب نے ایک پریس کانفرنس کے موقعہ پر اپنے آپ کو محبت کا پیغامبر کے طور پر پیش کیا۔ مرزا ناصر احمد نے کہا کہ دنیا آج کل دو ملکوں میں ایک خوفناک تیسری عظیم کا نشانہ رہ چکی ہے۔ اور اب ان دونوں کے پاس تباہ کاری کے ہتھیاروں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ بڑی طاقتوں کے سیاسی راہنما ہمیشہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ یہ ہتھیار قیام امن کا ذریعہ ہیں۔ تاہم انہیں (مرزا ناصر احمد کو) ان لوگوں کے اس دعویٰ میں کوئی معقولیت نظر نہیں آتی۔ جس پر آشوب حادثہ کا خطرہ ہمیں درپیش ہے اُسے دور کرنے کی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ ہم دنیا بھر کے لوگوں کے دلوں کو محبت، خوش اخلاقی اور بے نفسی کے ذریعہ فتح کرلیں۔

حضرت صاحب نے اس صورت حالات پر افسوس کا اظہار کیا کہ بدقسمتی سے غیر مسلم عوام میں اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ علاوہ ازیں اس مذہب کی تصویر اس وجہ سے بھی گدلی نظر آتی ہے کہ

بعض مسلم ممالک میں ایسے لوگ برسر حکومت آ گئے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے باوجود اس راستہ سے فی الحقیقت بہت دور جا پڑے ہیں جس کی نشاندہی قرآن نے کی تھی۔ یہ دینی نجات محض انقلابی رنگ کے تجربات میں تلاش کرتے ہیں۔ شہر کے میئر ڈاکٹر مسگنالڈ وڈمرسنے بدھ کے روز مرزا ناصر احمد کا اپنے ہاں خیر مقدم کیا۔

جریدہ "بی ٹی" کوپن ہیگن

مجریہ ۲۶۔ جولائی سنہ ۱۹۸۰ء

"..... تحریک احمدیت کے روحانی رہنما ..... مسیح موعود کے تیسرے خلیفہ ..... آپ کا نام مرزا ناصر احمد ہے اور آپ کے نام کے ساتھ حضرت کا لفظ تقریباً HIS HOLINESS کے ہم معنی ہے۔ آپ کی عمر ۷۰ سال ہے آپ پاکستان میں رہتے ہیں۔ اس وقت آپ ناروے جا رہے ہیں تاکہ وہاں ایک مسجد کا افتتاح کریں راستہ میں آپ نے کچھ عرصہ کے لئے ڈنمارک کی خوبصورت مسجد میں قیام فرمایا ہے یہ مسجد HVIDOVRE کے علاقہ میں ERIKSMINDE ALLE پر واقع ہے۔ آپ سے ایران اور آیت اللہ خمینی کے متعلق سوال کئے گئے تو آپ نے کہا کہ مجھے سیاست کی نسبت مذہبی امور سے زیادہ دلچسپی ہے۔ اور کوئی شخص کبھی یہ عمومی رائے نہیں دے سکتا کہ واقع ہونے والی تبدیلیاں مکمل طور پر بہتر ہیں یا بری ہیں، لیکن میری رائے ہے کہ موجودہ حالات عارضی ہیں۔ اور حالات میں بہتری کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا حالات زیادہ خراب بھی ہو سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اگر وہاں روسی آجائیں۔"

"دی آئرش سنڈے ورلڈ" لنڈن

مجریہ ۱۷۔ اگست سنہ ۱۹۸۰ء

"احمدیہ تحریک آئرلینڈ کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔"

"ایک کروڑ افراد پر مشتمل مضبوط مشنری تحریک آئرلینڈ کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی تیاری کر رہی ہے

تمام قوموں کو اسلامی عقیدے کے ماتحت لانے کے لئے کی جانے والی کوششوں میں ایک حصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا آئرش زبان میں ترجمہ کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

پچھلے ہفتہ لنڈن میں احمدیہ فرقہ کے رہنما حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجھے بتایا کہ آئرلینڈ کو عیسائیت سے مسلمان بنانے کا منصوبہ اس عظیم مشنری یلغار کا ایک حصہ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کو بچایا جائے۔ خلیفۃ المسیح الثالث کا یہ یقین ہے کہ یورپین نہ صرف تباہی کے جدید ترین ہتھیاروں کا انبار جمع کر رہے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ بڑے مسائل بھی پیدا کر رہے ہیں جن کو وہ حل نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا۔ "میں وہ وقت دیکھ رہا ہوں جب آپ یورپین لوگوں کو صرف مسائل نظر آئیں گے اور ان کا کوئی حل دکھائی نہیں دے گا۔ وہ میرا وقت ہوگا۔ وہ اسلام کا وقت ہوگا۔

حضرت صاحب (HIS GRACE) اس سلسلہ میں بالکل واضح ہیں کہ اسلام آئرش لوگوں کو بہت عظیم فائدے پہنچا سکتا ہے۔ اسلام امن ہے۔ ہم کو یہ کا تیکار آئرش آ ... ان ... سکتے ہیں۔

اللہ نے جو امن آئرش لوگوں کے لئے طے کیا ہے اس کی سیاسی وجوہات کے بارہ میں حضرت صاحب کا ذہن بالکل صاف ہے۔ آئرش لوگوں کو لازمی طور پر خود آئرلینڈ کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق ہے۔ کسی غیر ملکی کو اس میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اس سوال پر ڈی ویرا کا نکتہ نظر صحیح تھا۔ ڈی ویرا ایک عظیم اور بہادر شخص تھا۔ تمام عظیم لیڈروں کی طرح اس نے بھی بعض غلطیاں کیں۔ اب بھی وہ ایسا شخص ہے جس کے خیالات سے دنیا بہت فائدہ اٹھا سکتی ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ ایک شخص تھا جس نے یہ بھانپ لیا تھا کہ امن انصاف کی بنیاد پر ملنا چاہیئے اور یہ بات اسلام کے پیغام کا ایک حصہ ہے۔

حضرت صاحب نے کہا کہ ڈبلن میں ایک مسلم مشن کے قیام کا خیال کوئی مذاق نہیں ہے اور نہ ہی آئرش لوگوں کو اسلام کے دائرہ میں لانا کوئی ایسا خواب ہے جس کی کوئی تعبیر نہ ہو کیونکہ وہ ایک ایسی عالمی جماعت کے سربراہ اعلیٰ ہیں جو کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ بڑھنے والا مذہب ہے۔ ہر چھ منٹ والا... پہلے سے بڑی جماعت پر طلوع ہوتا ہے۔

پچھلے چالیس سال میں احمدیوں نے مغربی افریقہ میں آٹھ لاکھ عیسائیوں اور مشرکوں کو اسلام میں داخل کیا۔ اور ہر ایک احمدی سے یہ توقع کی جاتی ہے۔ وہ مرد ہو یا عورت اپنی آمد کا سولہواں حصہ (سولہواں حصہ صحیح ہے ناقل) اسلام کی اشاعت کے لئے دے۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ یورپ میں چرچ کی عمارتوں کو فروخت کرنے کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اب یہ بات واضح ہے کہ مغرب کا نوجوان طبقہ عیسائیت میں کوئی حقیقی دلچسپی نہیں رکھتا۔

قیام

جماعت احمدیہ کا قیام آج سے ۹۲ سال پہلے ان کے دادا حضرت مرزا غلام احمد کے ذریعہ عمل میں آیا جن کو مسیح موعود کہا جاتا ہے۔ انہوں نے بتایا کس طرح خدا تعالیٰ نے ان کو الہاماً بتایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ وہاں سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔ آپ کے زخموں کا علاج کیا گیا۔ پھر انہوں نے ہندوستان کا سفر کیا اور پھر بڑی

طویل عمر پاکر کشمیر میں فوت ہوئے۔

حضرت [احمد] صاحب نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود ہیں جس کی آمد کی پیشگوئی رسول خدا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کی تھی انہوں نے ۱۸۹۰ء میں اپنی تبلیغ شروع کی۔ اور دنیا کو اسلام کے مذہب میں لانے کے لئے جہاد یا مقدس روحانی جنگ شروع کی۔

قادیان میں ان کے چھوٹے سے قصبہ سے جو کہ پنجاب میں واقع ہے یہ تحریک تمام دنیا میں پھیلا اور آج [illegible] دنیا بھر میں ان کے پیروکاروں کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہے۔ [illegible] جماعت کو مختلف قسم کی مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اس کی وجہ سے کبھی اس کی ترقی رکی نہیں۔

اس جماعت کے مشہور ارکان میں سے [illegible] ہیں جو کہ پاکستان کے [illegible] وزیر خارجہ اور سابق صدر اقوام [illegible] عالمی عدالت انصاف ہیں۔ [illegible] کے علاوہ پروفیسر عبد السلام ہیں جنہوں نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا ہے۔

نوٹ:- اخبار نے دو کالمی حضور کی تصویر بھی شائع کی ہے جس کے نیچے لکھا ہے۔

خلیفۃ المسیح الثالث (مسیح موعود کے تیسرے جانشین) اسلامی احمدیہ جماعت کے رہنما۔

"ٹریبیون ڈی جینوا"

تحریر ۲۵۔ اگست سنہ ۱۹۸۰ء

"انسانیت کی سلامتی کی خاطر"
"ساری دنیا کے روحانی اتحاد کی خاطر"

از این سینور (ANNE CENOR)

(فرنچ سے ترجمہ صالح محمد خان مبلغ سوئٹزرلینڈ)

"بین الاقوامی پریس کو پچھلے دنوں ایک اسلامی فرقہ جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا اور امام نے ایک استقبالیہ اور پریس کانفرنس میں شرکت کے لئے مدعو فرمایا۔ اس معروف سلسلہ اسلامیہ کی بنیاد سنہ ۱۸۹۰ء (سنہ ۱۸۸۹ء صحیح ہے ناقل) میں حضرت مرزا غلام احمد نے رکھی۔ آپ نے انکشاف فرمایا کہ یسوع (مسیح) کی قبر ہندوستان میں سرینگر کے قریب واقع ہے۔

اس الہام [illegible] کے مطابق جو آپکو عطا ہوا۔ یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ زخموں سے شفایاب ہوکر کشمیر میں پناہ گزیں ہوئے اور وہاں لمبی عمر پاکر فوت ہوئے اور یہ کہ اس الہام کی رو سے مسیح موعود جن کے آنے کی مقدس صحائف میں خبر دی گئی تھی حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) ہی ہیں۔ اور (حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو یہ اعلان فرمایا تھا کہ ساری دنیا روحانی طور پر امت واحدہ بنادی جائے گی اس کی تکمیل کے لئے (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے) منتخب فرمایا ہے۔ آپ نے ازروئے قرآن کریم دنیا میں اس بات کا اعلان فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جو مسجد [illegible] میں قیام فرما تھے عالمی پریس کے اخبار نویسوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام تمام صداقتوں کا سرچشمہ ہے اور یہی واحد اور حقیقی راہ نجات ہے۔ اس کے علاوہ انسانیت کی فلاح کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور آج کا زمانہ ہی وہ وقت ہے جس میں انسان کو انسان سے حقیقی اور بے لوث محبت کرنا سیکھنا چاہیئے یہی میرا آج دنیا کے نام پیغام ہے آج کی دنیا جو کلی طور پر اپنے روحانی اور اخلاقی مصلحین سے روگردانی کرچکی ہے اور ناامید ہوچکی ہے دن بدن ترقی پذیر اور ہلاکت خیز بموں اور اسلحہ کے ڈھیر لگائے جارہی ہے اور اس دنیا کے مسائل دن بدن سنگین تر ہوتے جارہے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پیشگوئی فرمائی کہ اگر یہی حال رہا تو دنیا بہت جلد ایک مصیبت میں مبتلا ہوکر چلا اٹھے گی۔ تب اسلام کی طرف اپنے مسائل کے حل کے لئے جھکے گی اور اسلام ان کے تمام تر مسائل کا خوبصورت حل پیش کرے گا۔

دنیا بھر کے اسلام کی آغوش میں آجانے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنے کی خاطر جماعت احمدیہ کے اس سربراہ نے حکم دیا کہ قرآن کریم کی احمدیہ نقطہ نظر کے مطابق تشریح پر مبنی ایک سو زبانوں میں تراجم تیار کئے جائیں۔ افراد جماعت احمدیہ میں تبلیغ کے جوش اور ولولے نے شاندار نتائج حاصل کئے ہیں۔ حضور کے بیان کے مطابق جماعت احمدیہ قریباً دس ملین مخلصین پر مشتمل ہے۔ جن کی اکثریت پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور مغربی افریقہ میں آباد ہے۔ یورپ بھی اب ان کی توجہ کا خاص مرکز ہے۔ زیورچ میں پہلے ہی ان کا ایک مشن سرگرم عمل ہے۔ اسی طرح ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بھی ان کے مراکز کام کررہے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ پاکستان میں قانونی اغراض کے لئے یہ لوگ مسلمان متصور نہیں ہوتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے کانفرنس کے دوران بتایا کہ "اسلام سراپا امن ہے" اس پر آپ سے پوچھا گیا تاہم اسلام کے نام پر ایران میں قتل ہو رہا ہے۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کیا عیسائیوں کی باہم جنگوں اور قتل و غارت کی وجہ سے آپ عیسائیت کو الزام دینے لگیں گے؟ ....

آپ سے پوچھا گیا کہ ایک طرف آپ انسانوں کو باہم پیار محبت سے رہنے اور ایک دوسرے سے اخوت کا برتاؤ کرنے کا پیغام دے رہے ہیں دوسری طرف لوگ اسلامی حدود اور تعزیرات کی سختی کی وجہ سے اسلام سے خائف ہیں۔ مثلاً زنا کے مرتکبین کو بڑی کڑی سزا پھانسی یا رجم وغیرہ کی برسر عام دی جاتی ہے۔ اس سے تو پیار محبت کی فضا پیدا نہیں ہوتی لیکن ایسا اعتراض پیدا کرنے پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح نے بلا تامل وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم نے اس جرم یعنی زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کے مہیا کئے جانے کی شرط لگا رکھی ہے یہ پوری ہو تب سزا لاگو ہوگی اور اگر غور کیا جائے تو عملاً ممکن ہی نہیں کہ چار عینی گواہ میسر آسکیں۔ آپ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کہ کوئی (دیدہ دلیری سے) اس جرم کا ارتکاب ہائیڈ پارک کے درمیان کرے"۔

"نیو نائیجیرین" — نائیجیریا

تحریر ۲۳۔ اگست سنہ ۱۹۸۰ء

"دنیا کے مسائل کا حل اسلام میں ہے"

از سینئر ایڈیٹر نیوز اسٹاف

مسلمانوں کے ایک عالمی رہنما نے کہا ہے کہ دنیا کے مسائل کا حل کمیونزم یا سرمایہ دارانہ نظام میں نہیں ہے بلکہ اسلام میں ہے۔

عالمگیر احمدیہ مسلم مشن کے سربراہ اعلیٰ مرزا ناصر احمد نے لیگوس پہنچنے پر کہا کہ دنیا کے مسائل کا حل اسلام میں ہے۔ جو کہ ہر شخص کو برابری کی زندگی گذارنے کا حق دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا حل دنیا کے دوسرے سیاسی نظاموں کمیونزم یا سرمایہ داری نظام میں نہیں ہے۔

مسلمانوں کے رہنما نے جو کہ سنہ ۱۹۷۰ء کے بعد دوسری دفعہ ملک کا دورہ کررہے ہیں کہا ان کے دورے کا مقصد خدا تعالیٰ کی ہستی کا اور انسانیت کے لئے امن کا پرچار کرنا ہے۔

"ڈیلی اسکیچ" — نائیجیریا

تحریر ۱۔ ستمبر سنہ ۱۹۸۰ء

"مذہبی رہنما کی طرف سے بڑی طاقتوں کو انتباہ"

عالمی جماعت کے سربراہ اعلیٰ نے دنیا کی بڑی طاقتوں کو جدید ترین ہتھیار اور تباہ کن آلات کی تیاری کے خلاف خبردار کیا۔

یہ وارننگ انہوں نے احمدیہ مشن ابادان برانچ کی دو لاکھ نائرا کی لاگت سے مکمل ہونے والی مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر دی۔ انہوں نے کہا جب تک سوویت یونین اور امریکہ دونوں دوسرے کے علاقوں پر نظریں جمانے سے باز نہیں آئیں گے دنیا کے لوگ امن اور خوشی نہیں پا سکتے اور صورت حال بد سے بدتر ہوتی چلی جائے گی۔

انہوں نے کہا کہ اس صورت میں جو تباہی ہوگی وہ دنیا کی ان بڑی طاقتوں کی آنکھیں کھول کر رکھ دے گی۔ اور ہر چیز کو نیست و نابود کردینے والی اس تباہی کے بعد چونکہ عملاً کوئی چیز باقی نہ رہے گی چنانچہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے دین اسلام میں پناہ ڈھونڈیں گے۔

"ڈیلی گرافک" — غانا

تحریر ۹۔ اگست سنہ ۱۹۸۰ء

عالمگیر اسلامی احمدیہ تحریک کے سربراہ اعلیٰ حضرت مرزا ناصر احمد نے تمام مذہبی تنظیموں پر زور دیا کہ وہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایک مشترکہ اور متحدہ کوشش کریں۔

غانا میں اپنے پانچ روزہ دورے کے دوران اکرا میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے (حضرت خلیفۃ المسیح) نے اس امر کا اظہار کیا کہ دنیا میں بڑھتی ہوئی جنگ اور بھوک سے انسانیت کے وجود کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا۔ اگر ہم سب نے اپنے تمام ذرائع اور قابلیتوں کو دنیا میں ایسے امن کے قیام کی طرف نہ لگایا جس میں بھوک بھی نہ ہو تو یہ خطرہ ہے کہ انسانیت جلد اپنی آخری تباہی کے موڑ پر پہنچ جائیگی

حضرت مرزا ناصر احمد نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اہل غانا اور ان کے لیڈروں کو وہ فہم و فراست عطا کرے کہ وہ اپنے ہیں ایک مستحکم حکومت قائم کر سکیں جو کہ ملک کی معیشت کو مشکلات سے نکال کر اپنے پاؤں پر دوبارہ کھڑی کر سکے۔

انہوں نے اہل غانا کو نصیحت کی کہ وہ اپنے بلند تعلیمی معیار کو قائم رکھیں اور اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ کریں۔

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے حکومت سے اپیل کی کہ وہ ایسے تمام لوگوں کے لئے مواقع پیدا کرے جو اعلیٰ تعلیمی مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

غانا میں مشن کی ترقیاتی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا ناصر احمد نے کہا کہ زرعی پراجیکٹوں میں سرمایہ لگانے کے منصوبہ پر غور کیا جا رہا ہے۔ تاہم انہوں نے اس سلسلہ کے منصوبوں کی وضاحت نہیں کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے کہا کہ ان کی جماعت اس ملک سے ایک پائی بھی باہر نہیں لے گئی۔ یہاں ہم نے جو بھی کمایا ہے وہ سارے کا سارا صحت اور تعلیم کی سکیموں پر دوبارہ خرچ کر دیا گیا ہے۔

فیملی پلاننگ کے بارہ میں اپنی جماعت کے نقطۂ نظر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے کہا کہ قرآن کریم میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ بچے کو دو سال تک ماں کا دودھ پلایا جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اپنی جگہ فیملی پلاننگ کا ایک طریقہ ہے۔ انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ماں کی جان بچانے کے لئے یا خالصتاً طبی وجوہ کی بنا پر اسقاط حمل ضروری ہے۔ کسی اور صورت میں یہ جرم ہے۔

نوٹ:۔ اس اخبار میں خبر صفحہ آخر پر بہت موٹی سرخی دے کر شائع کی گئی ہے۔ اور سرخی کے اوپر حضور ایدہ اللہ، امیر جماعت غانا مکرم مولانا عبد الوہاب صاحب بن آدم اور دیگر احباب جماعت کی ایک بڑی تصویر دی گئی ہے۔

پندرہ روزہ "اسپرٹ" ٹورانٹو

مجریہ ۲۵۔۱۰ ستمبر ۱۹۸۰ء

احمدی پیشوا کی ٹورانٹو میں پریس کانفرنس
اپنی تعلیمات کی طرف بڑھو

جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملا دیں
اہلیان ٹورانٹو کو جناب ناصر احمد کا پیغام
دلوں کا حال خدا ہی بہتر جانتا ہے
از نمائندہ خصوصی اسپرٹ

ٹورانٹو۔ آج کل احمدی پیشوا جناب نصیر احمد (ناصر احمد ناقل) شمالی امریکہ کے دورے پر آئے ہوئے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہاں کے دورے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک تو احمدی لوگوں سے ملاقات کرنا دوسرے کینیڈین لوگوں سے ملاقات کرنا کیونکہ انسان ہونے کے ناطے ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ انہوں نے احمدی فرقے کے متعلق انکشاف کیا کہ دنیا میں ایک کروڑ احمدی ہیں جو دنیا کے کونے کونے میں آباد ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کہ کیا وجہ ہے کہ اسلام کے مختلف فرقوں میں اختلاف پایا جاتا ہے انہوں نے کہا کہ اس کی بڑی وجہ غلط فہمی ہے جو ایک فرقے کو دوسرے فرقے سے ہے۔ غلط فہمی اسلامی تعلیمات کے بارے میں ہے چنانچہ ضرورت اسی امر کی ہے کہ ایسی تعلیمات کو اپنایا جائے جو ہمیں براہ راست خدا سے ملا دیں...... انہوں نے کہا کہ اسلام میں بہتر فرقے ہیں اور ہمارا فرقہ تہترواں ہے۔ امریکی سیاہ فام مسلمانوں کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں جناب نصیر احمد (ناصر احمد ناقل) نے کہا میں سب سے پہلے یہ بات واضح کردینا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ اب سیاہ فام مسلم کے خطاب کو پسند نہیں کرتے اور اب ورلڈ اسلامی مشن کے نام سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ وہ ایک اللہ، ایک رسول اور ایک کتاب کے ماننے والے ہیں۔ اور ہم سب بنیادی طور پر اسی کے ماننے والے ہیں۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ کوئی امام ابو حنیفہ کی پیروی کرتا ہے کوئی احمد بن حنبل کی، کوئی امام مالک کی اور امام شافعی کی۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ کسی کو دعوۃ اسلام دینا بہت مشکل کام ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں اسے اپنی طرف کرنے کے لئے اس چیز کی پیشکش کرنی چاہیے جو اس کے پاس پہلے سے موجود نہ ہو۔ اور پھر اسلام پر پوری طرح عمل پیرا ہو کر اسے اسلام کی تعلیم دینی چاہیے تاکہ اسے اسلام سے رغبت ہو۔ ان سے سوال کیا گیا کہ آپ شمالی امریکہ میں جہاد کے لئے نکلے ہیں تو آپ نے اب تک کتنے سفید فام لوگوں کو دعوۃ اسلام دی ہے۔ انہوں نے کہا آپ سفید فام کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہیں جبکہ یہاں ہر قسم کے ہزاروں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نارتھ امریکہ میں تمام رہنے والوں کو یہ پیغام دینے آیا ہوں کہ ایسی تعلیم کو اپنائیں جو ذاتی طور پر خدا سے ملا دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اکثر قوموں کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی ذاتی شخصیت نہیں میں اس بات کو نہیں مانتا اور میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات PERSONAL GOD موجود ہے۔ اور میرے اس سے ذاتی تعلقات ہیں۔ (یعنی میرا اس سے ذاتی تعلق ہے۔ ناقل) انہوں نے کہا احمدی دوسرے تمام فرقوں کی طرح اسلام پر چل رہے ہیں۔ میں اپنے آپ کو اس کا ذمہ دار قرار نہیں دے سکتا کہ جسے چاہوں جنت میں بھیجوں اور جسے چاہوں جہنم میں اور میں ایسے شخص کو خبط الحواس سمجھتا ہوں جو یہ کہے کہ میں جنت کا پروانہ دے سکتا ہوں یا دوزخ کے لئے وارنٹ بھیج سکتا ہوں۔ اللہ رب العالمین ہے چنانچہ یہ اسی کا کام ہے کہ جسے چاہے جہنم میں ڈالے اور جسے چاہے جنت عطا کرے۔ انہوں نے احمدی موومنٹ فنڈ کے بارے میں جس میں ہر احمدی کی آمدنی کا سولہواں حصہ جمع ہوتا ہے بتایا کہ ہم سب سے پہلے ان ممالک کو جو غریب ہیں اسی قسم کی سہولتیں فراہم کرتے ہیں اور پھر تہذیب اور ترقی یافتہ ممالک کی طرف دیکھتے ہیں ہم نے اپنا کام افریقہ کے ممالک سے شروع کیا ہے اور اب تک سیکڑوں اسکول اور تقریباً بیس ہسپتال مغربی افریقہ میں قائم کر چکے ہیں جو ہیں مفت تعلیم اور علاج ہوتا ہے۔ ہمارے بہت سے ڈاکٹر غریبوں کی بستیوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ خدا نے ان کے ہاتھ میں شفا دی ہے چنانچہ امیر طبقہ بھی علاج کے لئے ہمارے ہسپتالوں میں آتا ہے جن سے فیس لی جاتی ہے اور یہ رقم پھر فلاحی کاموں میں خرچ کی جاتی ہے...... انہوں نے کہا کہ ٹورانٹو میں بھی ایک مرکز قائم کرنے کے لئے پلان زیر غور ہے جس کے انتظامات ہو رہے ہیں جبکہ گیلگری میں ایک سینٹر پہلے سے ہی کام کر رہا ہے......

انہوں نے مزید کہا قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کیسے کہہ سکتے ہو جب دلوں میں ایمان نہ ہو اور دلوں کا حال اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے میرے دل میں کیا ہے یہ میں خود جانتا ہوں یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کسی تیسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مجھے مسلم یا غیر مسلم کہے......

پندرہ روزہ "انڈیا کالنگ" ٹورانٹو

مجریہ ۱۲۔ ستمبر ۱۹۸۰ء

"محبت سب کیلئے، نفرت کسی سے نہیں"
"احمدی رہنما کی پریس کانفرنس"

ٹورانٹو۔ جماعت احمدیہ کے رہنما نے کہا ہے کہ عالم انسانیت کے لئے ان کا نعرہ یہ ہے کہ محبت سب کے لئے ہے اور نفرت کسی سے بھی نہیں عینک لگائے، سفید پگڑی پہنے جو ان کی داڑھی کے ہم رنگ تھی۔ نہایت روشن چہرہ اور بارعب متاثر کن شخصیت کے حامل احمدی رہنما یہاں ۹ ستمبر کو رائل یارک ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بڑے پرسکون اور پراعتماد نظر آتے تھے۔...... انہوں نے کہا کہ قرآن کا کہنا ہے کہ تمام سفارتی نمائندوں کو مکمل تحفظ دیا جائے۔ انہوں نے کہا بعض لوگ سیاست دانوں کے عمل کو اسلام کے اصولوں سے خلط ملط کر دیتے ہیں (جو کہ غلط ہے)...... انہوں نے کہا کہ اسلام صرف ایک ہی ہے۔ ۴۲ ممالک کے سربراہان کے مختلف اسلام نہیں ہیں......

...... انہوں نے (کینیڈا کے) وزیر اعظم ٹروڈو کو ایک ایسا شخص قرار دیا جو لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

ہمارے اسٹاف رپورٹر نے ان سے پوچھا کہ شمالی امریکہ کے لوگوں کے لئے ان کا پیغام کیا ہے؟ انہوں نے دل موہ لینے والی مسکراہٹ سے فرمایا:-

"میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور انسانوں کو خلوص کے ساتھ اپنے خالق کے ساتھ رشتہ جوڑنا چاہیے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس سے ان کی تمام مشکلات اور پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔

اسلام ان کے دل میں ایک حقیقی تبدیلی لا رہا ہے اور محبت اور دعا کے ذریعہ سے انسان اپنے اندر یہ تبدیلی لا سکتا ہے (باقی صفحہ ۲۳ پر)

دورِ خلافتِ ثالثہ میں افضالِ سماوی کا عظیم نزول

اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

از مکرم حکیم چوہدری بدر الدین صاحب عامل قادیان

خزاں کی حکمرانی جب اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہے تو خزاں رسیدہ باغ کی کسی الگ شاخ میں شگوفہ پھوٹتا ہے اور بہار کی آمد کا اعلان کر دیتا ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے کچھ اور شگوفے پھوٹتے ہیں اور رفتہ رفتہ درخت سبز پتوں سے لد جاتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ڈالیاں پھولوں اور پھلوں سے جھک جاتی ہیں تب یوں محسوس ہونے لگتا ہے گویا خزاں کا کہیں کوئی وجود تھا ہی نہیں۔

پھلدار باغوں پر بھی مختلف دور آتے ہیں بعض دفعہ معمول کے مطابق باغ پھل دیتے ہیں اور بعض دفعہ غیر معمولی پھلوں کی بہتات ہوتی ہے ایسا ہی حال روحانی دنیا کا ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور عنایات کی بارش ہر آن اپنے بندوں پر جاری و ساری ہے۔ مگر بعض خاص موقعوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص جوش میں ہوتی ہے۔

خلافت ثالثہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضلوں کے جوش کا آغاز تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نہایت پیار بھرے انداز میں ابتدائے خلافت میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو فرما دیا تھا کہ:۔

"میں تینوں اینا دیواں گا کہ توں رج جاویں گا"

جب اللہ تعالیٰ کے اس نہایت پیارے فرمان کو ذہن میں رکھ کر احمدیت کی تاریخ کے اس دور پر نظر کی جاوے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا دریا موجیں مارتا ہوا نظر کے سامنے رواں دواں نظر آتا ہے ان چند سطور میں خدا تعالیٰ کے ان بیشمار فضلوں اور احسانوں کا تمام و کمال ذکر تو ایک امر محال ہے۔ صرف چند ایک کا ہی نہایت اختصار سے ذکر ممکن ہے۔ سو حصول ثواب کی خاطر میں یہ کوشش کروں گا۔

حضور پُر نور خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جماعت کو تحریک فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول جس کثرت سے ہم پر ہو رہا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ ہم اس کی حمد اور شکر کا اظہار بھی اسی کثرت سے کریں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پیار ہمیں رسول مقبول حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے آپ کے روحانی فرزند ارجمند کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ملا ہے اس لئے ہر احمدی روزانہ کم از کم تین سو بار خدا تعالیٰ کی حمد اور درود کا ورد اپنا معمول بنا لے۔ حضور کا فرمان جاری ہوتے ہی دنیا کے گوشہ گوشہ میں موجود ایک کروڑ فرزندان احمدیت کی زبانیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں زبانوں میں اپنے پیارے خدا کی حمد اور محسن اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے میں مصروف ہو گئیں۔

اسی طرح حضور نے قرآن کریم کو کثرت سے پڑھنے اور ایک احمدی کو قرآن کریم کا ترجمہ جاننے کے قابل ہونے کے لئے ایک تحریک فرمائی۔ پس پھر کیا تھا گلی گلی مکتب کھل گئے۔ ہر نماز کے بعد قرآن کریم کی تعلیم کی کلاسیں جاری ہو گئیں۔ ہر احمدی گھرانہ نے ایک درسگاہ کی شکل اختیار کر لی۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کا ایک عجیب نظارہ اور اس سے پیار کی ایک خاص کیفیت محسوس ہونے لگی۔ خواتین گھروں میں آٹا گوندھ رہی ہیں تو ساتھ کے ساتھ قرآن کریم کی آیات کو یاد کر کے ان کے ترجمہ کو دہرا رہی ہیں۔ کوئی کپڑے دھو رہی ہے تو ساتھ قرآن کریم کے ترجمہ کا سبق بھی یاد کر رہی ہے۔ کوئی ہانڈی پکا رہی ہے تو دوسری پاس آ کر اپنا سبق سنا رہی ہے اور آگے سبق لے رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا پیار ہے کہ رگ رگ میں سرایت کرتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت ایک زریں دور ہے اس میں تحریک جدید ایک روشن اور تابناک باب ہے۔ آپ کی یاد میں حضور پُر نور نے فضل عمر فاؤنڈیشن منصوبہ کا اجراء فرمایا جماعت سے اس غرض کے لئے ایک رقم کا مطالبہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے جماعت کو اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس سے بڑھ کر خدمت کی توفیق دی جس کا ابتداء میں مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں بھی خارق عادت برکت عطا فرمائی جس کے ثمرات تقسیم ہو رہے ہیں

چند سال بعد حضور نے نصرت جہاں آگے بڑھو اسکیم کا اجراء فرمایا اور جماعت کو اس تحریک میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ جماعت نے اپنے امام کی آواز سنی اور بفضل اللہ تعالیٰ ... اموال اسی کی راہ میں خرچ ہونے کے لئے تجوریاں اور صندوقوں سے نکل کر کھڑے ہو گئے۔ کانوں کی بالیاں اور ہاتھوں کی انگوٹھیاں اس راہ میں قربان ہونے کے لئے نکل کھڑی ہوئیں اور یوں خدا تعالیٰ کی راہ میں پیار سے نکلے ہوئے اموال کی برکت سے انسانیت کی خدمت میں مصروف ہو گئے اس سے قائم شدہ اسکول اور کالج کروڑوں انسانوں کو اسلام کی حسین اور پیاری تعلیم سے روشناس کرانے میں مشغول ہو گئے اور ان رقوم سے قائم شدہ ہسپتال کروڑوں بیمار اور بیقرار روحوں کو شفا اور سکون فراہم کرنے لگے۔ کروڑوں زخم اس روحانی مرہم سے اندمال پذیر ہونے لگے۔ اور خدا تعالیٰ کے فرشتے دن رات ان کی تاثیرات کو بڑھانے میں مصروف کار ہو گئے۔ آج ایک دنیا مشاہدہ کر رہی ہے کہ جہاں چند ہزار کے خرچ سے ایک معمولی ڈسپنسری کھولی گئی تھی وہاں لاکھوں پونڈ کے صرفہ سے شاندار ہسپتالوں کی عمارتیں زمین سے ابھرتی چلی آ رہی ہیں اور جہاں ایک پرائمری اسکول سے کام کا آغاز ہوا تھا وہاں کالج کی عمارتیں پہاڑوں کی ہم سری کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ اس منصوبہ میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر برکت عطا فرمائی کہ کوئی انسانی پیمانہ اس کو ناپنے کیلئے کفایت نہیں کرتا جن جیبوں سے یہ اموال آئے تھے وہ پہلے سے بھی زیادہ پُر نظر آنے لگیں اور جہاں یہ اموال خرچ ہوئے وہاں ایک انقلاب عظیم رونما ہو چکا ہے۔

۱۹۷۳ء میں حضور نے جماعت کے سامنے احمدیت کی صد سالہ جوبلی کا منصوبہ پیش کیا۔ یہ عظیم روحانی پروگرام ہے اس میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور درود شریف پڑھنے دعائیں اور استغفار کرنے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو اپنے دل میں جاگزیں کرنے کے لئے ہر ماہ نفلی روزے رکھنے کا بھی فرمان ہے۔ اور اس روحانی منصوبہ کی تکمیل کے لئے تبلیغ اسلام کی ایک عظیم مہم کا بھی پروگرام بنایا گیا جس میں دنیا کی تمام زبانوں میں اسلام کی تبلیغ کیلئے لٹریچر چھاپ کر متعلقہ ممالک میں بھیجنے کا انتظام ریڈیو اور پریس کا انتظام کیا گیا ہے۔ اشاعت لٹریچر و اشاعت تراجم قرآن مجید کے لئے حضور نے جماعت سے ابتداء میں اڑھائی کروڑ روپے فراہم کرنے کے لئے تحریک فرمائی۔ مخلصین جماعت کی تھیلیاں جو پہلے خدا تعالیٰ کی راہ میں خالی ہو کر ایک مرتبہ پھر پہلے سے زیادہ بھری ہوئی تھیں ایک ہی مرتبہ میں خالی ہونے کے لئے تیار تھیں۔ وہ تو پہلے سے ہی منتظر تھیں ایک عجیب نظارہ چشم فلک نے دیکھا اور حسد کرنے والی طبائع تو اس نظارہ کو دیکھ کر کباب ہو گئیں جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں اسی کے دیئے ہوئے مالوں کو ڈھیر کر دینے کی توفیق دی۔ اور یہ ڈھیر ساڑھے بارہ کروڑ روپے ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اور ابھی اس تحریک کے نقطۂ عروج پر پہنچنے میں نو سال باقی ہیں۔ اور اے اہلِ جہاں سہ

دیکھ لینا ایک دن خواہ آج ہے گو دیر ہی
میرا ہر ذرہ محمدؐ پر فدا ہو جائے گا
کفر مٹ جائے گا زور اسلام کا ہو جائیگا
وارث تخت محمدؐ میرزا ہو جائے گا

الٰہی جماعتوں پر ابتلاء اور آزمائش کے دور بھی آیا کرتے ہیں۔ اور اس سنت جاریہ کے مطابق تحریک احمدیت بھی رنگا رنگ ابتلاؤں اور امتحانوں سے گذر کر منزل بہ منزل آگے بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ خلافت ثالثہ میں ۱۹۷۴ء ایک ایسا ہی سال ہے جس میں جماعت کے خلاف ایک عالمگیر مخالفت کا منصوبہ بنا

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

چودہویں صدی ہجری کی عظیم شاعرہ

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

از محترمہ اعظم النساء بیگم صاحبہ۔ صدر لجنہ اماء اللہ۔ حیدرآباد

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مایہ ناز وجود تاریخ احمدیت میں ایک ایسا منفرد و ممتاز بزرگانہ مقام رکھتا ہے جس پر احمدی مستورات جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ اردو شاعری کے آغاز سے اب تک ایسی کسی خاتون شاعرہ کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی جس نے اپنی بھرپور خداداد علمی اور ادبی صلاحیتوں کو کلیتاً للہی اغراض و مقاصد کی تکمیل اور دین متین کی بے لوث و ناقابل فراموش خدمات کے لئے وقف کر دیا ہو۔ یوں تو شعر و سخن کی بہت سی اور بھی محفلیں آباد ہیں مگر حضرت ساغر و مینا کی گردش، شمع و پروانے کی جانسوزی، گل و بلبل کی رنگین داستان اور بادہ نوشی کی سرمستیوں کی زلف شکن جھلکیاں ہی دکھائی دیتی ہیں۔ حالانکہ شاعری محض سطحی جذبات کے اظہار کا نام نہیں بلکہ ایسے طبعی جذبات کے اظہار کا نام ہے جس سے زندگی کی کشمکش پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔ جو حیات آفریں ہو نہ کہ حیات شکن!!

دنیا کا ہر شاعر ایک خواب دیکھتا ہے — ایک حسین خواب — شہرت و سربلندی کے حصول کا خواب — مگر آپ نے جو خواب دیکھا وہ انسانی فلاح و بہتری کا خواب تھا — انسانی زندگی کو روحانی لذتوں اور حقیقتوں سے روشناس کرانے کا خواب تھا۔ اسی خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے آپ نے اپنی خداداد فنی صلاحیتوں کو خدمت و اشاعت دین کے لئے وقف کر دیا اور یوں اپنے پاکیزہ عملی نمونہ سے ایک عظیم مثال ہمارے سامنے قائم کر دی۔

اگر آپ چاہتیں تو اپنی خداداد علمی صلاحیتوں سے اردو ادب کی خیالی دنیا میں ایک نئی طرز کی شاعری کی بنیاد رکھ سکتی تھیں مگر آپ چونکہ مسیح زماں کی صاحبزادی تھیں اور آپ کو چونکہ وراثت میں یہی اعلیٰ اوصاف عطا ہوئے تھے اس لئے آپ نے دیگر ترقی پسند شعراء کی طرح "مذہب" کو شجر ممنوعہ قرار نہیں دیا بلکہ اس فرسودہ روش کا قلع قمع کیا۔ جب اقبال جیسے عظیم شاعر اور مفکر نے اپنی مایوسی کا اظہار ان الفاظ میں کیا سہ

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

تو حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رہا نہ گیا آپ نے اس کا انتہائی مدلل اور دلکش جواب اپنی اس نظم میں دیا سہ

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
جو خلوص دل کی رمق بھی ہے ترے ادعائے نیاز میں
ترے دل میں میرا ظہور ہے ترا سر ہی خود سر طور ہے
تری آنکھ میں مرا نور ہے تجھے کون کہتا ہے دور ہے
مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تو یہ تری نظر کا قصور ہے
مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبین نیاز میں
نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں
رگ جاں سے بھی ہوں میں قریب تر، ترا دل ہی کھو گیا ہے کہیں
مجھے دیکھ طالب ....

کہتے ہیں کہ شاعر کے کلام میں اس کے اخلاق فاضلہ اور شخصیت کا پتہ چلتا ہے چنانچہ ہمیں آپ کا توکل الی اللہ آپ کی شاعری میں اچھی طرح نظر آتا ہے۔ چنانچہ آپ کبھی سرتا پا مجسمہ دعا بن جاتی ہیں اور کہتی ہیں سہ

مولا مرے قدیر مرے کبریا مرے
پیارے مرے حبیب مرے دلربا مرے
دونوں جہاں میں مایۂ راحت تمہی تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہی تو ہو

کبھی آپ سائل حقیقی کی حیثیت سے اپنے مالک حقیقی کے دربار میں یہ کہتی ہوئی حاضر ہوتی ہیں سہ

کیا التجا کروں کہ مجسم دعا ہوں میں
سرتا بہ پا سوال ہوں سائل نہیں مجھ میں
یہ راگ دل کا رازی سخن درد آشنا
کچھ ہمنوائے شور عنادل نہیں ہوں میں

اپنی اولاد اور عزیزوں کے متعلق آپ کی دعا کا نمونہ ان اشعار میں ملتا ہے جو آپ نے اپنی صاحبزادی کی تقریب رخصتانہ پر کہے تھے

لو جاؤ تم کو سایۂ رحمت نصیب ہو
بڑھتی ہوئی خدا کی عنایت نصیب ہو
ہر وقت دل میں پیار ہی یاد خدا رہے
یہ لذت سرور یہ جنت نصیب ہو

اسی طرح دوسری نظم میں فرماتی ہیں۔

یہ راحت دل نور نظر تیرے حوالے
یارب مرے گلشن کا شجر تیرے حوالے

آپ کی بھانجی آمنہ طیبہ سلمہا نے جب قرآن شریف ختم کیا تو آپ نے انہیں ایک نہایت پاکیزہ نصیحت ان دعائیہ اشعار میں یہ فرمائی کہ۔

سبق سارے بھولیں نہ بھولے یہ ہرگز
سکھاتا ہے جو تم کو قرآن طیب
جہاں کام دے گی نہ اے لاڈلی ڈی
وہاں کام آئیگا قرآن طیب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب انگلستان کا سفر حصول تعلیم کے لئے اختیار کیا تھا اس وقت حضرت سیدہ صاحبہ رضی اللہ عنہا نے انہیں جو نصیحت فرمائی اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

جاتے ہو مری جان خدا حافظ و ناصر
اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر
ہر علم سے حاصل کرو عرفان الٰہی
بڑھتا رہے ایمان خدا حافظ و ناصر

اے کاش! ہر کسی کے دل سے یہی آواز نکلتی۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے شوہر نواب صاحب مرحوم نے مجھ سے ایک شعر کی فرمائش کی تا وہ اپنے نئے سال کے کیلنڈر کے سر ورق پر لکھیں۔ اسی وقت میں نے یہ شعر لکھ کر دیا۔ ملاحظہ ہو۔

فضل [illegible] کا سایہ ہم پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گذرے

بظاہر تو میاں بیوی کا معاملہ تھا۔ شعر لکھنا تھا تو کوئی رومانی یا دل بہلانے والا [illegible] بھی لکھ سکتی تھیں مگر آپ نے اپنے میاں کو جو شعر لکھ کر دیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر لمحہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی مقصود ہوتی تھی اور ہر پل آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھتا تھا۔

حضرت سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا ایک اور درخشاں پہلو عشق رسول ہے۔ آپ کے کلام میں نعتیں، سلام بحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت ہے ان نظموں میں سب سے مقبول اور عدیم المثال نظم وہ ہے جو "رحمۃ للعالمین کے احسانات طبقہ نسواں پر" کے عنوان سے کہی گئی ہے۔ فرماتی ہیں۔

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی؟ کچھ سوچ تری کیا عزت تھی
تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیجو درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

آپ کو قادیان سے بے پناہ محبت تھی داغ ہجرت کے بعد قادیان کی یاد میں آپ تڑپ اٹھتی تھیں۔ چنانچہ درویشان قادیان کی قسمت پر رشک کرتی ہوئی آپ فرماتی ہیں

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیار مہدی آخر زماں میں رہتے ہو
فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اس سے دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو
بلبل ہوں صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر

آپ کی نیکی، پرہیزگاری، خشیت اللہ کا یہ رنگ کہ ان اشعار سے جھلکتا ہے۔ آپ میدان حشر کے تصور سے کانپ اٹھتی ہیں اور فرماتی ہیں۔

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری جنت کا باب جانے دے
مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب کیسے نہ لے بے حساب جانے دے
تجھے قسم ترے ستار نام کی پیارے
بروز حشر سوال و جواب جانے دے

آپ ہمارے لئے نہ صرف ایک شاعرہ تھیں بلکہ ایک بے لوث محبت کرنے والی ناصحہ بھی تھیں۔ آپ کے کلام کو پڑھنے سے ہم میں ایک دینی جوش پیدا ہوتا ہے اور ہم پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا مطمح نظر شاعری برائے شاعری نہیں ہے بلکہ ضرورت، موقعہ محل پر اپنے خیالات و جذبات کو نظم میں ڈھال کر زیادہ مؤثر بنانا ہے۔ ایک اور خوبی آپ کے کلام کی یہ ہے کہ آپ کا کلام کسی کی اصلاح کا مرہون منت نہیں رہا۔

کہتے ہیں کہ شعر و سخن کا ملکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ عطیہ ہوتا ہے اور اس سے تفریحی کام لینے کی بجائے کوئی مخصوص اصلاحی کام لیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی پائندہ اور زندہ مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ کس طرح آپ بزرگوں نے اسلام کی حقانیت اور قرآن شریف کی لاثانی خوبیاں اشعار کی لڑیوں میں پرو دیں۔ پس ہم احمدی بہنوں کو چاہیئے کہ ہم شعر گوئی میں کمال حاصل کرنے کی انتھک کوشش کریں مگر یاد رہے کہ سہ

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے عزم میں برکت دے اور ہمارے لئے ایسے سامان مہیا فرمائے کہ ہم حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ رضی

اسلام کا عالمگیر غلبہ اور نونہالان احمدیت کی ذمہ داریاں

جاوید اقبال اختر

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر آپ کے ذریعہ دنیا میں جس دین کی بنیاد ڈالی وہ تمام رہتی دنیا تک کے لئے قائم کیا گیا اسی غرض سے ایسے اہم دین کی حفاظت اور اس کے عالمگیر غلبہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بعثت سے انتظامات فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اسے ساری دنیا میں غالب کرنے کے لئے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ ایک وقت میں اسلام صرف نام کا رہ جائے گا قرآن کریم لوگوں کے گلے سے نیچے نہ اترے گا یعنی قرآن کریم پر عمل کرنے والے لوگ اور اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے مفقود ہو جائیں گے تب ایسے نازک وقت میں اللہ تعالیٰ امام مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا جن کے ذریعہ غلبۂ اسلام کا اہم کام مقدر تھا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق جب اسلام کسمپرسی کی حالت میں تھا اس پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے اور عیسائیت یہ دعویٰ کر رہی تھی کہ اب مکہ میں ہمارا جھنڈا گاڑا جائے گا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کی حیثیت سے مبعوث ہوئے آپ نے تشریف لا کر اسلام اور قرآن کی عظمت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہوئے لیکن ایک بشر ہونے کے ناطے ایک محدود زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس دین کی آبیاری کے لئے جماعت احمدیہ میں خلافت کو جاری فرمایا تا کہ اس کے ذریعہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرنے کے سامان کئے جائیں۔ خلافت اولیٰ کا بابرکت زمانہ گزرا جس کے بعد خلافت ثانیہ کا عظیم الشان دور آیا جس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" دنیا کے تمام کونوں تک پھیل گئی لیکن ان قائم شدہ مشنوں میں وسعت اور اس کا عالمگیر سطح پر آنا تا حال باقی تھا اس کے بعد خلافت ثالثہ کا نہایت بابرکت اور اہم دور شروع ہوا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے جس سے کوئی ذی عقل انکار نہیں کر سکتا کہ خلافتِ ثالثہ کے پندرہ سالہ بابرکت دور میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار نشانات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بین ثبوت ہیں اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی بابرکت دورِ خلافت میں اسلام کا موعود عالمگیر غلبہ بھی مقدر ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امام مہدی علیہ السلام کی آمد چودھویں صدی میں مقدر تھی اور وہ اپنے وقت پر دنیا میں رونما ہو گئے اب پندرھویں صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے جس طرح ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے آخری روز سالانہ اجتماع میں خطاب فرماتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"پندرھویں صدی میں انسانوں کو خدا بنانے کا زمانہ ختم ہو جائے گا اور تثلیث نے جس شدت سے ہماری فضا کو تثلیث کی صوتی لہروں سے معمور کیا ہے اس سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ احد احد کی صدائیں گونجنے لگیں گی ..... تثلیث کی ان آوازوں کو خاموش کرنے کے لئے تو ایک بلالؓ کافی ہے اور خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو لاکھوں ایسے سینے دے گا جن میں بلال کے دل دھڑک رہے ہوں گے ... پندرھویں صدی میں وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کے وجود کا نام مٹا دیں گے ان کی اس ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا اور اگر وہ اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کردہ موت کے سامانوں کے ذریعہ سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبودِ حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا ...... پندرھویں صدی میں ساری دنیا امتِ واحدہ بن جائے گی ایک خدا ہو گا ایک رسول ہوں گے اور ایک شریعت ہو گی ایک قرآن ہو گا اور ہر نسل اپنے مسائل کا حل قرآن سے ڈھونڈے گی ..... یہ سب کچھ ہو گا مگر اس کے لئے ہم کو اور آپ کو قربانیاں دینی پڑیں گی اس لئے آؤ آج یہ عہد کریں کہ پندرھویں صدی جو انقلاب لانا چاہتی ہے اس کو برپا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ جو بھی قربانی مانگے گا وہ ہم اس کی راہ میں دیں گے ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں ہم موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جا تو اور تیرا خدا لڑتے رہو"

(الفضل ۲۴ نومبر ۸۰ء صفحہ ۱)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ عہد آفریں اعلان اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ اسلام کے غلبہ کے دن اب قریب سے قریب تر آتے جا رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ جب اسلام ساری دنیا پر محیط ہو جائے گا اسلام کے غالب آنے کے بارے میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا حالیہ دورے کے دوران کا ایک کشف بھی پیشِ خدمت ہے جس کے ضمن میں حضور نے اپنے دورے سے واپسی کے بعد مسجد اقصیٰ میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ "اب وقت آ گیا ہے کہ توحید خالص کا قیام ساری دنیا میں ہو"۔ اس ضمن میں آگے حضور نے فرمایا کہ:۔

"میں رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کا ورد کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ ساری کائنات میرے ساتھ حمد کر رہی ہے اور حمد باری کی موجیں لہر در لہر آگے سے آگے بڑھتی جا رہی ہیں اس حمد کی آواز میرے کان سن رہے ہیں اور میری روحانی آنکھیں یہ منظر دیکھ رہی ہیں ایک عجیب کیفیت کا عالم تھا"۔

اس کشف کی تعبیر بتاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ:۔ "میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی ہے کہ توحید باری کے قیام کا وقت آ گیا ہے اور دہریت اور اشتراکیت اور شرک اور خدا سے دوری کے تمام طریقے ختم ہو جائیں گے اور یہ سلسلہ عنقریب ایک صدی کے اندر اندر قائم ہو جائے گا" (بدر مورخہ ۲۰ نومبر)

کون احمدی ہو گا جو اتنی واضح اور عظیم بشارات کے بعد بھی اپنی ذمہ داریوں کی بجا آوری سے کوتاہی کرے گا کیونکہ حقیقت ہے کہ جتنا عظیم کام ہوتا ہے اتنا ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے زیادہ محنت درکار ہوتی ہے۔ اگر ایک قوم میں ایک علاقے میں اور ایک وقت میں اسلام کو غالب کرنا مقصود ہوتا تو اس کے لئے کوشش بھی محدود ہی کرنا پڑتی۔ مگر اب جبکہ جماعت احمدیہ کے کمزور کندھوں پر تمام دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے تو ظاہر ہے اس کے لئے ہمیں بھی قربانیاں دینی ہوں گی اور کس رنگ میں اپنی کوششوں کو بروئے کار لانا ہو گا کہ جو نتیجہ خیز ثابت ہو سکیں اس سلسلے میں ہماری نوجوان نسل پر بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منظوم کلام میں کس درد بھرے الفاظ میں فرمایا تھا کہ:۔

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

نوجوان نسل کا فرض ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت کتب اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اہم ارشادات و خطبات کا بغور مطالعہ کر کے اپنے سینوں کو روحانی انوار سے منور کریں تا کہ قربانی کا وہ مادہ جو پہلے بزرگوں میں تھا ان میں بھی پیدا ہو سکے ہم نوجوانوں نے غلبۂ اسلام کی اس آسمانی مہم میں ایک بہترین کردار ادا کرنا ہے اور اب جبکہ گوشے گوشے میں اسلام کا نام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام جھنڈوں سے اونچا کرنا ہے اس میں شک نہیں کہ اسلام اور احمدیت کو دنیا کے کونے کونے تک پھیلانا ہمارے بزرگوں کا ہی کارنامہ ہے لیکن اب جبکہ اس آسمانی مہم کو دنیا میں غالب کرنے کی نوبت قریب آ رہی ہے تو یہ ہماری ذمہ داریاں اور ہمارا فرض بن جاتا ہے کہ ہم اپنی اصلاح کرتے ہوئے بزرگوں کے قدم سے قدم ملاتے ہوئے آگے سے آگے نکلنے کی کوشش کریں کیونکہ مومن کا قدم تو ایک جگہ نہیں ٹھہرتا بلکہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

پس غلبۂ اسلام کے اس موعود غلبہ میں نوجوانانِ احمدیت کا کردار بہت بلند ہونا چاہئے اور ان کو یہ مقام ہمیشہ ملحوظ نظر رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

گورو نانک جی اور مسلمان!

از محترم عباد اللہ صاحب گیانی، منیجر روزنامہ الفضل ربوہ

گورو نانک جی [illegible] پانچ میاں [illegible] رائے بھوئے کی [illegible] گیانی شیر سنگھ [illegible] بیان کیا ہے کہ:

"[illegible] رائے بھوئے کی تلونڈی کی بجائے ننکانہ نام رکھا تھا۔"

(و[illegible] صفحہ ۵۵)

گورو جی کی پیدائش ایک متوسط درجہ کے گھرانہ میں ہوئی تھی۔ آپ کے والد بزرگوار بابا کلیان چند یا بابا کالو رائے جی تھے۔ جو کہ رائے بھوئے کی تلونڈی (ننکانہ صاحب) کے مسلمان رئیس رائے بلار کے کارندے تھے۔ [illegible] زمینوں اور ان زمینوں کی پیداوار کا حساب رکھتے تھے۔

ایک سکھ ودوان نے بعض تاریخی کتب کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ:-

"ایک مسلمان نجومی نے گورو نانک جی کے والد کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔"

(رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۰ء)

مشہور سکھ شاعر پروفیسر موہن سنگھ جی ایم۔ اے نے بھی بیان کیا ہے کہ جس وقت گورو نانک جی کی پیدائش ہوئی تھی عین اس وقت رائے بلار نے ایک خواب دیکھا تھا۔ جیسا کہ پروفیسر موہن سنگھ جی کا بیان ہے:-

اُچی ماڑی آپنی سُتا رائے بلار
اللہ اکبر آکھ کے بڑڑایا تربے دار
بیگم تبول بگایا پُچھیا نالی پیار
کی تکدا ہاں خواب وچ دُد لیا ہے وچکار
اسماناں توں ٹُٹ کے تارا اک بلکار
تلونڈی تے ڈگیا چمک عجائب مار
جگ پیا وچ بار دے نوراں دا دریا
رُڑھیا جاواں اوس وچ کنڈھا ہتھ نہ آ
ایہہ تاں چنگا خواب ہے بیگم دتی دھیر
باہاں وچ سوالیا اوس نوں گھُٹ اخیر
اودھے ہی پل جنیا کالو دے گھر بال
ماتا ترپتا ہوگئی تکن سارہ نہال

(ناتکائن منقول از نانک پرکاش پترکا پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ مارچ ۱۹۶۹ء)

گویا کہ ادھر رائے بلار مسلمان رئیس نے خواب دیکھا اُدھر اسی وقت گورو نانک جی کی پیدائش ہوگئی۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ جب گورو نانک جی کی پیدائش ہوئی تو سب سے پہلے جس نے گورو جی کو گود میں اٹھایا اور پیار دیا وہ مسلمان دائی تھی۔ جس کا نام دولتاں تھا۔ پروفیسر موہن سنگھ جی نے اس تعلق میں بیان کیا ہے کہ:-

نایا دائی دولت [illegible] کیتے نال
کوسے پانی نال پھیر تا ترت نہال
پٹ دے وچ لپیٹیا کیتی بہت سنبھال
پھر بسم اللہ پڑھ کے دتا شہد چٹال
پنڈراں سوتے چھپیا سمت بکرم رائے
تلونڈی دے بھاگ جد رب نے آن جگائے

(ناتکائن منقول از نانک پرکاش پترکا پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ مارچ ۱۹۶۹ء)

گیانی سیوا سنگھ کنول نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

"تاریخ شاہد ہے کہ اگر سب سے پہلے گورو نانک جی کے مکھڑے پر نرنکاری جلوہ دیکھا اور جس کا سب سے پہلے گورو نانک جی کے آگے سر جھکا وہ خوش قسمت دائی دولتاں تھی۔"

(رسالہ گورمت پرکاش امرتسر مارچ ۱۹۶۲ء)

الغرض جس نے سب سے پہلے گورو نانک جی کو گود میں اٹھایا اور پیار دیا وہ ایک مسلمان دائیہ دولتاں تھی۔ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے بیان کیا ہے:-

"بھائی بالے والی جنم ساکھی میں دائیہ کا نام دولتاں مذکور ہے۔ جو مسلمان (عورت) تھی۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۴)

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سے متعلق یہ لکھا ہے کہ:-

"دولتاں سری گورو نانک دیو جی کی دائی۔
بولی بچن دولتاں دائی (نانک پرکاش)"

(مہان کوش صفحہ ۴۹)

ایک مسلمان دائیہ کا سب سے پہلے گورو جی کو اپنی گود میں لینا اور پیار کرنا ایک نیک فال تھی۔ جو کہ اس طرف اشارہ کرتی تھی کہ مسلمان ہمیشہ گورو جی کو عزت اور محبت کی نظروں سے دیکھیں گے۔ اور گورو جی کے دل میں بھی مسلمانوں کے لئے پیار اور عزت کے جذبات موجزن ہوں گے۔ کیونکہ گورو جی کا اپنا ہی ارشاد ہے:-

رتو بولے کو دھاوے۔

(تلنگ محلہ ۱ صفحہ ۷۲۵)

یعنی پیار کے نتیجہ میں ہی پیار ملا کرتا ہے۔ [illegible] نے بغض و عداوت کے عوض میں پیار کیا ہے اور پیار کا نتیجہ بغض و عناد نکلا ہے۔

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ رائے بھوئے کی تلونڈی کا رئیس گورو جی کو بچپن سے ہی پیار اور محبت بھری نظروں سے دیکھا کرتا تھا۔ اور گورو جی بھی اسے بمنزلہ باپ کے تصور کیا کرتے تھے۔

جب گورو جی کے والد ماجد نے گورو جی کو بیوپار کرنے کے لئے کچھ رقم دی تو گورو جی نے اس رقم کو بھوکے ابدالوں کے کھانے پر خرچ کر دیا۔ پرنسپل ستبیر سنگھ جی نے اس تعلق میں بیان کیا ہے کہ:-

"جب وہ (یعنی گورو نانک صاحب) ایک مرتبہ سچا سودا کر کے ابدالوں کو کھانا کھلا آئے تھے تو آپ کے والد ماجد نے اس پر بہت ناراضگی ظاہر کی تھی۔ گورو جی نے (جواب میں) صرف اتنا ہی کہا تھا کہ وہ اپنے والد کی آخرت سنوار آئے ہیں۔ ابدال، اللہ کے گیان میں مست رہنے والا ایک صوفی طبقہ ہے۔"

(پورا تیخ اتہاس جیونیاں صفحہ ۲)

(رسالہ گورمت پرکاش امرتسر مئی ۱۹۶۹ء)

گورو جی کا بھوکے مسلمان ابدالوں کو کھانا کھلانا اور اپنے اس فعل کو بزرگوار والد کی آخرت سنوارنے کا نام دینا قابل غور باتیں ضرور ہیں۔ ان سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی کے پاک دل میں مسلمانوں کے لئے بے حد پیار تھا۔ اور عزت بھی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان بھی گورو جی کو اپنا ایک بزرگ تصور کرتے تھے اور ان کا احترام دل سے کرتے تھے۔ پیار کا نتیجہ پیار ہی نکلا کرتا ہے۔

سکھ مورخین کے بقول گورو جی کے والد ماجد نے اس موقعہ پر گورو جی کو مار پیٹ بھی کی تھی کہ وہ بیس ۲۰ روپے کی رقم یونہی ضائع کر آئے ہیں۔ مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب رائے بلار کو اس مار پیٹ کا علم ہوا کہ گورو جی کو بیس ۲۰ روپے کے بدلہ میں بے تحاشہ مارا گیا ہے تو اس نے گورو جی کے والد کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ میں کیا کروں۔ تو نانک کا باپ ہے۔ ورنہ میں تجھے ابھی اس مار پیٹ کی سزا دیتا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۳)

مشہور سکھ ودوان ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:-

"رائے بلار نے اپنی بیگم صاحبہ سے کہا کہ بیس ۲۰ روپے کالو کو دے دیئے جائیں اور آئندہ بھی نانک جو نقصان کرے وہ ہم سے وصول کر لیا جائے۔ گورو نانک جی سے بھی رائے بلار نے کہا کہ جب بھی کبھی خیرات یا غرباء کی امداد کرنے کے لئے رقم درکار ہو تو ان سے لے لی جایا کرے۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۳۸)

ایک اور ودوان کے بقول ایک مرتبہ گورو نانک جی نے اپنے والد ماجد کی سال بھر کی کمائی مبلغ ۸ روپے فقیروں میں تقسیم کر دیئے۔ رائے بلار کو رنج پہنچنا ایک طبعی امر تھا۔ اس وقت رائے بلار نے گورو جی سے کہا:-

"بابا جی آپ ایک ٹھیکری پر اپنا نشان دے دیا کرو۔ اور فقیر کو سونپ دیا کرو آپ کی اس ٹھیکری والے کے لئے جو حکم کیا کریں گے وہ ادا کر دیا جایا کرے گا۔ اس دن سے گورو نانک جی کی ٹھیکری پروان ہوگئی۔"

(پرنکھ درشن صفحہ ۱۲)

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ رائے بلار کے دل میں گورو نانک جی کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے پیارے نانک کی خوشی کو ملحوظ رکھتے ہوئے بڑی سے بڑی رقم خرچ کرنے کے لئے بھی تیار رہتے تھے۔ اس زمانہ کے بیس ۲۰ روپے یا ساٹھ روپے موجودہ زمانہ کے ہزاروں روپے کے برابر ہیں۔ سکھ مورخین کو مسلم ہے کہ گورو نانک جی کے دل میں بھی رائے بلار کے لئے پورا پورا احترام تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کا بیان ہے کہ گورو نانک جی نے رائے بلار سے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ:-

"آپ ہمیشہ میرے لئے بمنزلہ باپ کے رہے ہیں۔ اور میرے باپ سے بڑھ کر مجھے محبت کرتے رہے ہیں۔ ہمیشہ آپ نے اپنی شفقت کا دست مبارک میرے سر پر رکھا ہے۔ مجھے آپ کا بیٹا کہلانے کا ہمیشہ فخر رہے گا۔ اور آپ کا بیٹا بننے کے لائق ہونے کا۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو جی صفحہ ۱۲۰)

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول رائے بلار نے ایک مرتبہ گورو نانک جی سے کہا تھا کہ مجھے انتہائی خوشی ہوگی کہ آپ میرے گھر کھانا کھائیں۔ میں آپ کے لئے کسی برہمن سے کھانا تیار کروا لوں گا۔ ڈاکٹر جی کے بقول گورو جی نے رائے بلار سے یہ کہا تھا:-

"رائے جی آپ نے ایسی بات کیوں کہی ہے؟ آپ کے گھر کا کھانا اور بیگم صاحبہ کے ہاتھوں کا پکایا ہوا میرے لئے تو دیوتاؤں کے برہم بھوج سے کہیں پوتر ہے۔ اگر میں بچپن میں آپ کے گھر کا کھانا کھاتا تھا تو اب جبکہ میں کئی کئی دن صوفی فقیروں کے ڈیروں پر گزارتا ہوں اور میرے لئے کھانا مردانہ ہی تیار کرتا ہے۔ کہیں سے

لاتا ہے۔ تو آپ کے گھر کا کھانا میرے لئے امرت رُوپ ہے۔ اور آپ کا کھانا سب برہم بھوجنوں سے بلند اور اعلیٰ ہے۔ رائے بلار بہت خوش ہُوا۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۱۲۱)

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ دُوسرے دن گورو نانک جی صبح کے وقت اشنان کرنے کے لئے گئے اور انہیں کہیں سے بھی پانی نہ مل سکا۔ آخر کار گورو جی نے گھر آکر اشنان کیا۔ رائے بلار کو اس کا علم ہُوا تو اُسے بہت افسوس ہُوا اُس نے گورو جی کے اشنان کرنے کے لئے تالاب بنانے کا فیصلہ کیا۔ اور گورو نانک جی کے نام پر "نانک سر" کے نام کا ایک تالاب بنا دیا۔ سکھ وِدوانوں کے بقول یہ تالاب اب تک وہاں موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۱۲۱ و دھیان کوشش صفحہ ۲۰۷۲، ۲۰۷۶)

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب گورو نانک جی نے اسلامی ممالک کے سفروں پر جانے کا فیصلہ کیا تو رائے بلار نے گورو جی سے نہایت عاجزانہ رنگ میں کہا:-

"بیٹا نانک! اپنے بوڑھے رائے کو نہ بُھلا دینا۔ جہاں بھی جائیں میرے لئے دُعا کریں۔ مجھے معلوم ہُوا ہے کہ آپ مکہ۔ مدینہ جا رہے ہیں۔ وہاں جا کر بھی میرے لئے دُعا کریں۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیوجی صفحہ ۲۹۵)

اس سے یہ امر واضح ہے کہ رائے بُلار کے دل میں گورو نانک جی کے لئے عزت بھی تھی اور پیار بھی۔ ایک سکھ وِدوان سردار سروپ سنگھ الگ بیان کرتے ہیں کہ:-

"رائے بلار تمام زمین کا مالک تھا اُس نے .... ۱۵۰۰ (پندرہ سو) مربعہ زمین گورو نانک دیوجی کے نام لگوا دی۔"

(گورودوارہ گزٹ امرتسر فروری ۱۹۷۹ء)

ایک اور سکھ وِدوان نے لکھا ہے:-

"ننکانہ صاحب سارا ہی گورودوارے کی ملکیت ہے۔ رائے بلار نے تمام رقبہ ہی گورو نانک جی کے لئے بھینٹ کر دیا تھا۔"

(گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۶)

گویا کہ رائے بلار نے عملی رنگ میں بھی گورو نانک جی کی محبت اور پیار کا بھی اظہار کر دیا۔ اس قسم کی مالی قُربانی بغیر عزت اور محبت کے نہیں کی۔

سکھ مورخین کے بقول سلطان پور کے رئیس نواب دولت خاں بھی گورو نانک جی کے مُحِب تھے۔ جب رائے بُلار نے گورو جی کو سلطان پور اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس بھجوا دیا تو گورو جی وہاں جا کر نواب دولت خاں کے مودی خانہ کے وزیر بن گئے۔ چنانچہ ایک سکھ وِدوان لکھتے ہیں کہ

"نواب دولت خاں صاحب نے گورو نانک جی کو اپنا مودی (سٹور کیپر) بنا لیا۔ بھائی بالا اور گورو جی کئی سال یہ کام کرتے رہے اور مسلمان علمائے کرام سے مل کر اسلام سے متعلق گیان گوشٹ (بات چیت) کرتے رہے۔"

(رسالہ سیس گنج دہلی۔ جولائی ۱۹۷۰ء)

سکھ وِدوانوں کا بیان ہے کہ گورو نانک جی جب پہلی بار نواب دولت خاں سے ملنے کے لئے گئے تو اس زمانہ کے رواج کے مطابق ایک قیمتی گھوڑا گورو جی نے نواب صاحب کو پیش کیا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

"بابا نانک بھی اپنے خاندان کی حیثیت کے مطابق ایک سفید عراقی گھوڑا جو مہتہ کالو نے دیا تھا لے کر دربار میں جا پہنچے۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۵۵)

(جنم ساکھی گورو نانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۷۵)

اس کے جواب میں نواب دولت خان نے بھی ایک قیمتی گھوڑا گورو نانک جی کو دیا تھا۔ جیسا کہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے لکھا ہے:-

"خان ...... نے فوراً حکم دیا کہ اس نوجوان کو میرے اصطبل میں سے سب سے قیمتی گھوڑا اور سنہری خلعت دیا جائے۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۵۶)

سوڈھی مہربان جی کے بقول یہ سُنہری خلعت نواب دولت خان نے خود گورو نانک جی کو پہنایا تھا۔ (ملاحظہ ہو جنم ساکھی گورو نانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان۔ شائع کردہ خالصہ کالج امرتسر صفحہ ۵۷)

نواب دولت خاں بقول سکھ وِدوانوں کے ایک علم دوست رئیس تھا۔ یہ عموماً دو تلواریں پہنا کرتا تھا۔ (ملاحظہ ہو کتک کے وساکھ صفحہ ۱۵۱) اس نے سلطان پور میں اسلامیہ یونیورسٹی بھی بنائی ہوئی تھی۔ بعض مغل بادشاہ بھی اسی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تھے۔ (ملاحظہ ہو گورودوارہ سیس گنج جولائی ۱۹۷۰ء) بھائی گورداس وغیرہ سکھ بزرگ بھی اسی اسلامیہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تھے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

"گورو امرداس جی نے اس علم و فضل کے بھرپور قصبہ (سلطان پور) کے پڑوس میں نئی آباد ہوئی بستی گوئندوال میں بیس ۲۰ بائیس ۲۲ سال رہ کر راج یوگ کمایا تھا اور یہاں کے رہنے والے علماء اور فضلاء سے اپنے رشتہ داروں اور قریبی سکھوں کو تعلیم دلوائی تھی۔ اور اسلام کی مقدس تعلیم سے واقف کروایا تھا۔ اسلامی طرزِ رہائش اور شاہی دربار کے ادب و آداب کی عالمگیر واقفیت بھائی گورداس وغیرہ نے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے ہی حاصل کی تھی۔"

(رسالہ سیس گنج دہلی۔ جولائی ۱۹۷۰ء)

سکھ مورخین کے بقول نواب دولت خاں کے دل میں بھی گورو نانک جی کا بہت احترام تھا۔ وہ گورو جی کو ایک ولی اللہ سمجھ کر ان کا ادب کرتا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

"خان نے (گورو جی سے) کہا.... کہ میں آپ کو خدا کا ولی جانتا ہُوں۔ ...... خان نے سب لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کوئی ولی پیدا ہُوا ہے۔ اس کی خدمت کی جائے۔"

(گورمت پرکاش امرتسر ستمبر ۱۹۶۹ء)

جہاں پھُول ہوتے ہیں وہاں کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ اور جہاں دوست ہوتے ہیں وہاں دُشمن اور حاسد بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ گورو نانک جی نے مودیخانہ کا کام بہت عمدگی سے چلایا۔ اور غریبوں کی مدد بھی خوب دل کھول کر کی۔ گورو جی کے تین بڑے حاسد دیوان جادو رائے تھے۔ انہوں نے دن رات گورو جی کے خلاف نواب دولت خاں کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ (ملاحظہ ہو جیون چرتر گورو نانک دیو مصنفہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ صفحہ ۶۲-۶۲-۷۶) آخر ان حاسدوں نے نواب دولت خان سے فیصلہ لے لیا کہ گورو نانک جی کے حساب کی پڑتال کی جائے۔ جادو رائے نے بہت کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح گورو جی کا غبن ثابت کیا جائے۔ مگر اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ گورو جی کا دامن پاک اور صاف نکلا۔ بلکہ گورو جی کی رقم ہی مودیخانہ کے ذمہ نکلی۔ ایک سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ:-

"اصل بات یہ ہے کہ علوفے (تنخواہ) کی رقم گورو جی گھر نہیں لے جاتے تھے۔ وہاں مودیخانے میں ہی رکھتے تھے۔ جب حساب کیا گیا تو علوفے کا غلّہ بھی شامل تھا۔ جس کی وجہ سے کمی نہ نکلی بلکہ بیشی ہی ثابت ہُوئی۔"

(ساڈا اِتہاس حصّہ اوّل صفحہ ۴۸)

نواب دولت خان کو جب اس کا علم ہُوا تو اُس نے جادو رائے وغیرہ کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تم تو یہ کہا کرتے تھے کہ نانک مودیخانہ لُٹا رہا ہے۔ اب اس کی رقم کیسے مودیخانہ کی طرف نکل آئی۔ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول نواب دولت خان نے گورو جی سے معافی مانگی کہ انہیں خواہ مخواہ تکلیف دی گئی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کا بیان ہے:-

"دولت خان نے جیرام کو کہا کہ میری طرف سے گورو نانک جی سے معافی مانگیں۔ میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۶۶)

مگر گورو جی نے ایک مسلمان درویش کی تلقین پر مودیخانہ کا کام ترک کر دیا۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ میں لگ گئے۔ (ملاحظہ ہو جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۶۹۔ جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۵۹)

سکھ وِدوانوں کو مُسلّم ہے کہ جہاں نواب دولت خان گورو جی کو عزت اور محبت کی نظروں سے دیکھتا تھا وہاں گورو جی کے دل میں بھی ان کے لئے ادب اور احترام کے جذبات تھے۔ چنانچہ ایک سکھ وِدوان نے بیان کیا ہے:-

"بابا نانک جی نے دولت خان لودھی کو "بھلا پورش" اور زندہ پیر ابن شنی کہا ہے اور اسی احترام کے ساتھ بھائی گورداس جی نے دولت خان کو گورو نانک کے عقیدتمندوں میں شامل کیا ہے۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۸۶)

جب گورو نانک جی سلطان پور میں مودیخانہ کے کام کرتے تھے تو آپ روزانہ وئیں ندی میں نہانے کے لئے جایا کرتے تھے۔ راستہ میں ایک صوفی بزرگ اللہ دتا کی قیام گاہ تھی۔ گورو جی آتے جاتے اس سے ملتے اور گفتگو بھی کرتے۔ ایک دن اللہ دتا نے گورو جی سے کہا کہ میں اب آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہُوں۔ میرا گھر حاضر ہے۔ جیسا کہ ایک سکھ وِدوان بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک اور روایت کے مطابق گورودوارہ بیر صاحب والے مقام پر ایک مسلمان اللہ دتا رہا کرتا تھا۔ ندی کی طرف جاتے ہوئے گورو نانک جی روزانہ اس فقیر سے مل کر جاتے تھے۔ ایک دن شاہ صاحب نے گورو صاحب سے کہا کہ اب میں مہمان کی خدمت مزید نہیں کر سکتا اس لئے میں اب اپنا مکان ہی مہمان کو پیش کرتا ہُوں۔"

(رسالہ سیس گنج دہلی۔ نومبر ۱۹۶۹ء)

اس سے اللہ دتا کا اخلاص ظاہر ہے جس نے گورو نانک جی کی محبت میں سرشار ہو کر اپنا گھر ہی گورو جی کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ اور گورو جی بھی اپنے اس مُحِب سے روزانہ ملے بغیر نہیں جاتے تھے۔ اس سے ان دونوں بزرگوں کی دوستی واضح ہے۔

سردار گورمیت سنگھ جی کے بقول گورو جی اپنے ایک مسلمان دوست شیخ فرید سے مل کر ہفتہ دو ہفتہ نہیں۔ مہینہ دو مہینے نہیں بلکہ پُورے دس سال تک لوگوں کو اللہ کا راہ بتاتے رہے جیسا کہ اُن کا بیان ہے:-

"SHEIKH FRID BENEFITTED SPIRITUALY BY KEEPING COMPANY WITH SRI GURU SAHIB FOR 10 YEARS."

(ISLAM AND SIKHISM, Page 126.)

(THE VERSATILE GURU NANAK, Page 114)

مہاتما تی۔ ایل واسوانی صاحب نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے :-

"میں سمجھتا ہوں کہ گورو نانک جی کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا تھا اور وہ مسلمانوں سے ملاپ کرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔ شیخ فرید (ثانی) دس سال تک گورو جی کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ کا راہ بتاتا رہا۔"

(ہفت روزہ موجی ۱۸ جنوری ۱۹۳۹ء)

شیخ فرید ثانی بھی گورو جی سے محبت کرتا تھا۔ گورو جی نے اس کی خانقاہ پر بیٹھ کر ہی آسا کی وار وغیرہ بیان کی تھی۔ شیخ صاحب کو اس بات کا فخر تھا اور وہ اس سے بہت خوش تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے اس تعلق میں بیان کیا ہے :-

"گورو جی پاک پٹن اپنے پیارے دوست شیخ ابراہیم کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ گورو نانک شیخ فرید کی بانی کے بہت عاشق تھے۔ شیخ ابراہیم گورو نانک کے بچن سن کر بہت خوش ہوا اور اسے اس بات کا بہت فخر تھا کہ گورو صاحب نے آسا کی وار اور مزید کچھ شبد اس کی خانقاہ میں بیٹھ کر بیان کئے تھے۔ گورو نانک جی نے شیخ ابراہیم کو کہا تھا کہ ہمارے بزرگ شیخ فرید (شکر گنج) کا کلام اسی عزت سے سنبھالیں گے جس طرح کہ آپ لوگ سنبھالتے ہیں۔ گورو نانک جی نے شیخ فرید ثانی کی بانی کو سچی بانی کا درجہ دیا۔" (جیون چرتر گورو نانک جی صہ ۲۵۳)

گورو نانک جی کے مسلمان صوفیا سے بہت گہرے اور دوستانہ تعلقات رہے ہیں۔ اور یہ بات خود سکھ ودوانوں کو بھی مسلّم ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیر سنگھ جی ایم۔ اے نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے :-

"گورو نانک صاحب کا اور باقی گوروؤں کا بھی مسلمان صوفی فقیروں کے ساتھ بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ ان صوفیاء میں سے جن کے ساتھ گورو صاحب کا ذاتی پیار تھا، ایک بہت مشہور بزرگ بابا فرید کی بانی گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ پنجاب میں اس وقت جو صوفی فرقہ بہت مشہور تھا وہ چشتی فرقہ تھا۔ حضرت محمد صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد تیسری صدی تک صوفی مسلک کے سات فرقے وجود میں آگئے تھے....

گورو نانک صاحب بابا فرید ثانی، شیخ برہم سے ملے تھے۔ یہ پاک پٹن میں بابا فرید پہلے شیخ شکر گنج سے ۱۲ ھویں پشت میں سے تھے۔ ......

صوفی جیون اور سکھ دھرم میں متعدد باتوں میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ سمرن یعنی ذکر الٰہی۔ سماع کی مجالس (یعنی کیرتن کرنا) خدا کی حمد بیان کرنا۔ اور لنگر کا سدا برت۔ لگتا ہے صوفیاء اور سکھوں میں سرسری نظر والے کو بھی مشترک نظر آئیں گے۔

جملہ مذاہب کا احترام کرنا۔ پیغمبروں اور اوتاروں کی عزت کرنا۔ دوسروں کے نظریات کو تحمل سے برداشت کرنا۔ بیرونی دکھاوے کی جگہ اندرونی۔ اخلاقی اور روحانی خوبیوں پر زور دینا گورو نانک صاحب کی تعلیم اور صوفی مت میں ایک ہی شکل میں ہیں۔"

(گورمت درشن صہ ۱۴۷)

یہ حقیقت ہے کہ مسلمان صوفیاء اور گورو نانک جی کے نہایت دوستانہ تعلقات رہے ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی رہے ہیں۔

گورو نانک جی کا ایک مسلمان محب داؤد جولاہا بھی تھا۔ اس سے متعلق سکھ ودوانوں نے بیان کیا ہے کہ اس نے ایک قالین نہایت محنت اور پیار سے اپنے ہاتھوں سے بُنا اور بڑی عقیدت سے گورو نانک جی کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ گورو جی اسے بچھا کر بیٹھا کریں اور اپنے رب العزت کی عبادت کیا کریں۔ لکھا مرقوم ہے کہ :-

"اسی شہر (شکارپور) میں، داؤد نام کا ایک جولاہا رہتا تھا گورو جی کی تعریف سن کر ایک بڑا خوبصورت قالین بُن کر لایا۔ اور گورو جی کی بھینٹ کر کے کہنے لگا کہ اے غریب نواز اس کو اپنے نیچے بچھا کر تشریف رکھیں۔ گورو جی نے کہا بھائی خدا نے دھرتی (زمین) کا ایک قالین بچھایا ہوا ہے۔ جو کبھی بھی پورا نہیں ہوتا۔ جہاں گورو جی تشریف فرما تھے وہاں قریب ہی ایک کتیا کا ڈیرہ تھا جس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جو خود بھی کانپتی رہتی تھی اور اس کے بچے بھی ٹھٹھرتے رہتے تھے۔ گورو جی نے داؤد سے کہا کہ تم اس قالین کو کتیا پر ڈال دیں۔ اس نے کہا مہاراج ست بچن!"

(جنم ساکھی بھائی بالا صہ ۵۸۸)

(جنم ساکھی بھائی بالا اردو ایڈیشن صہ ۵۹۰)

(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صہ ۳۹۶)

(جیون چرتر گورو نانک دیو صہ ۲۵۴)

(جیون برتانت گورو نانک دیو جی ہندی صہ ۱۳۲)

داؤد جولاہے کا گورو نانک جی کی نذر قالین پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں گورو جی کے لئے عزت اور محبت کے جذبات تھے۔ اور گورو جی کا اس قالین کو خود استعمال کرنے کی بجائے کتیا اور اس کے بچوں پر ڈلوا دینا اُن کا خدا کی مخلوق سے پیار ظاہر کرتا ہے۔ داؤد جولاہے نے بھی گورو جی کے حکم کی بغیر کسی حیل و حجت کے تعمیل کر دی تھی۔ اور اپنا محبت اور عقیدت سے بُنا ہوا قالین گورو جی کے حکم کی تعمیل میں اس کتیا کے بچوں پر ڈال دیا تھا۔

گورو نانک جی کی زندگی کا ساتھی ایک مسلمان بھائی مردانہ گزرا ہے۔ یہ نمازیں پڑھنے والا اور خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بجالانے والا ایک نیک دل مسلمان تھا۔ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ جب وہ گورو نانک جی سے پہلی مرتبہ ملا تھا تو اس نے اپنے تعارف میں یہ بیان کیا تھا کہ :-

"میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں۔ اور روزے بھی رکھتا ہوں ..... اور یہی ایک اچھا مسلمان بننے کے لئے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے!"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صہ ۱۲۶)

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"گورو نانک جی کو پہلے کالا نام کا میراثی ملا تھا۔ بعد کو مردانہ ابابی ملا۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔"

(خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جولائی ۱۹۶۴ء)

اس بھائی مردانہ نے تو گورو جی کی خدمت میں اپنا حق ادا کر دیا۔ تقریباً ہر سفر میں اس نے گورو جی کا ساتھ دیا۔ اور سفر کی ہر تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کی۔ ایک سکھ ودوان نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے :-

"مردانہ اپنا گھر بار اور گھرانہ بیٹیاں بیٹے اور بیوی چھوڑ کر گورو جی کی خدمت میں رہا۔" (نانک پرکاش سمپادت صہ ۱۰۶)

ایک اور سکھ ودوان پرنسپل ست بیر سنگھ بی۔ اے نے بھائی مردانہ سے متعلق یہ حقیقت بیان کی ہے :-

"مردانہ جی کو سفر کی کتنی تکالیف اٹھانا پڑیں اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ انہیں کئی کئی دن فاقوں رہنا پڑا۔ جنگلوں اور بیابانوں کے نوکیلے پتھروں پر چل کر بھی وہ کرتار کرتار (خدا خدا) ہی کہتے رہے ..... مردانہ جی نے آگ کھائے "روڑوں" پر بسر کئے۔" (پوراتن جیونیاں صہ ۵)

بعض لوگوں نے گورو جی کا دوسرا ساتھی بھائی بالا بیان کیا ہے مگر سکھ محققین کے نزدیک یہ ایک فرضی وجود ہے۔ (ملاحظہ ہو کتنک کہ دیباچہ صہ ۱۶۲ سردار کرم سنگھ جی دی اتہاسک کھوج

شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی صہ ۴۲)

(روزنامہ اجیت جالندھر ۱۱ اگست ۱۹۶۹ء)

یہ ایک حقیقت ہے کہ بھائی مردانہ جی نے گورو نانک جی کا ساتھ آخر دم تک دیا۔ اور ہر تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کی۔ سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی نے بھی بھائی مردانہ سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول ایک مرتبہ گورو جی نے یہاں تک بھی فرما دیا تھا کہ :-

"لوگوں کے لئے مردانہ شودر میراثی ہے مگر میرے لئے یہ سب براہمنوں سے پاک اور اعلیٰ ہے۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صہ ۱۲۵)

گورو گرنتھ صاحب میں راگ بہاگڑا کی وار میں تین شلوک بھائی مردانہ کے نام پر درج ہیں۔ ان شلوکوں میں تین مرتبہ نانک کا لفظ بطور تخلص کے استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے :-

(۱) گورمکھ پائیے نانکا کھادے جیئے بکار

... ...

(۲) ات مد پیتے نانکا بہتے کھٹیے بکار

... ...

(۳) نانک دیہہ بھوجن سچ ہے سچ نام آدھار

(گورو گرنتھ صاحب بہاگڑے کی وار صہ ۵۵۳)

متعدد سکھ ودوانوں نے گورو گرنتھ صاحب میں درج مندرجہ بالا ان تینوں شلوکوں کو بھائی مردانہ کے بیان کردہ تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب دا سا ہتک اتہاس صہ ۴۵۸۔ پراچین بیڑاں صہ ۴۲۔ گورو نانک بانی صہ ۳۔ مہان کوش صہ ۳۲۷۔ گورو نانک درشن صہ ۱۰۱۔ رسالہ گورمت پرکاش امرتسر جولائی ۱۹۶۰ء۔ جولائی ۱۹۷۲ء سنگھ سبھا پتر کا امرتسر جنوری ۱۹۷۷ء)

پرنسپل ست بیر سنگھ جی نے اس تعلق میں بیان کیا ہے کہ :-

"بھائی مردانہ کو وہ حق بھی مل گیا جو بعد کو صرف گورو صاحبان کو حاصل ہوا۔ بہاگڑا کی وار کے شلوکوں میں "نانک" لفظ کا اُن کی طرف استعمال کر لینا گورو نانک جی پر اپنا حق جتلاتا ہے۔ یہ فی الحقیقت ایک ایسی بڑائی ہے جو کسی سکھ رشتہ دار بھائی۔ جگت کو حاصل نہ ہو سکی شلوکوں پر دیا گیا عنوان "شلوک مردانہ - ۱" یہ سب ظاہر کرنے کے لئے ہی ہے۔"

(پوراتن جیونیاں صہ ۲)

یہ درست ہے کہ گورو نانک جی کے علاوہ دوسرے سکھ گورو صاحبان نے بھی اپنے کلام میں نانک کا لفظ بطور تخلص کے استعمال کیا ہے۔ مگر سکھ مت کی رو سے اُن کو یہ حق گورو بننے اور گورگدی پر بیٹھنے کے بعد ہی حاصل ہوا ہے۔ پہلے نہیں۔ اگر کسی اور شخص نے خواہ وہ کسی گورو صاحب کا بیٹا یا عزیز ہی کیوں نہ تھا "نانک"

(باقی دیکھئے صفحہ ۳۲ پر)

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کا شیریں ثمر

مسجد احمدیہ سرینگر

از مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ سلسلہ احمدیہ سرینگر

یوں تو ہر جلسہ سالانہ اپنے ساتھ بے شمار برکتیں اور رحمتیں لے کر آتا ہے لیکن ۱۹۷۳ء کا جلسہ سالانہ اپنے ساتھ ایک عظیم برکت جوبلی منصوبے کی شکل میں لے کر آیا جب کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غلبۂ اسلام کی صدی کا استقبال کرنے کی غرض سے اس عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا جو اپنے لذیذ اور شیریں ثمرات سے نہ صرف دیار مغرب کو بلکہ خود ہمارے ملک کو بھی مالا مال کر رہا ہے ان ہی ثمرات میں سے ایک تازہ ثمر مسجد احمدیہ سرینگر بھی ہے ——

کشمیر کا دارالحکومت سرینگر جماعت احمدیہ کے لئے اس لحاظ سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے کہ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے مطابق مسیح ناصری کی وفات سے ہی اسلام کی حیات وابستہ ہے چنانچہ خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۴۷ء میں فرمایا

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ”قبر مسیح“ کشمیر کے متعلق تحقیقات اہم مسئلہ ہے حضور نے فرمایا کہ مسیح علیہ السلام کی موت میں اسلام کی حیات وابستہ ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ کشمیر سے اسلام کی حیات وابستہ ہے۔“

چنانچہ ہر آنے والا دن ”قبر مسیح“ کے ضمن میں ایسے محیر العقول جدید انکشافات اپنے ساتھ لاتا ہے جن کا انکار روز روشن کے انکار کے مترادف ہے بیرونی ممالک سے آنے والے سیاحوں کی اکثریت اس قبر کو دیکھنے اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے چنانچہ سرینگر کی اس غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء میں درویشان کرام سے ملاقات کے دوران حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب سابق ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان کو ارشاد فرمایا تھا کہ :-

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ سرینگر مسجد احمدیہ کا نقشہ پاس ہونے میں جو رکاوٹ تھی وہ دور ہو گئی ہے اس لئے اب وہاں جلد مسجد تعمیر ہو جانی چاہیئے یہ مشورہ نہیں ہے حکم ہے۔ ولا معمولی طور پر مسجد بنا کر نہ کہہ دیا جائے کہ مسجد تعمیر ہو گئی بلکہ سرینگر کی ضروریات کے مطابق ایسی مسجد جو سرینگر کے شایان شان ہو خواہ اس پر پانچ لاکھ تک خرچ آئے۔“

(تحریر مکرم بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری قادیان)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کے مطابق محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے مورخہ ۱۵ وفا (جولائی) ۱۳۵۶ ہش / ۱۹۷۷ء کو مسجد احمدیہ سرینگر کی نئی عمارت کا اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔

مسجد کی زمین کا رقبہ اندازاً ساڑھے چار کنال ہے اگرچہ ۱۹۴۰ء سے قبل ہی اس وقت کی صوبائی حکومت نے جماعت کو مسجد کے لئے پلاٹ دینے کا فیصلہ کر دیا تھا مگر ہمارے احباب جب اور جہاں بھی زمین تجویز کی اس کی منظوری نہ ہو سکی یہ حالات جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض کی خدمت میں پہنچائے گئے تو حضور نے فرمایا جہاں کہیں زمین ملتی ہے لے لو اور مسجد بنا لو حضور نے محترم چوہدری اسداللہ خان صاحب ایڈووکیٹ کی سرکردگی میں ایک وفد وزیر اعلیٰ ریاست جموں کشمیر کے پاس بھجوایا موصوف نے چوہدری صاحب کی گفتگو سے محسوس کیا کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ مسجد احمدیہ سرینگر کے لئے اتنے عرصہ سے زمین نہیں دی گئی چنانچہ وزیر اعلیٰ نے گورنر کو حکم دیا کہ زمین تجویز کر کے فوراً قبضہ دے دیا جائے۔ یہ حکم ملنے پر گورنر صاحب کشمیر خود محترم خلیفہ عبدالرحیم صاحب صحابی حضرت مسیح موعود کے مکان پر گئے اور خلیفہ صاحب کو ساتھ لے کر چند موزوں قطعات دکھائے اس کے بعد خلیفہ عبدالرحیم صاحب مرحوم نے مکرم چوہدری عبدالواحد صاحب، مکرم خواجہ غلام نبی صاحب گلکار اور دیگر احباب سے مشورہ کے بعد سرینگر تحصیل سے ملحق رقبہ کے لئے درخواست کی جس کا چند ہی دنوں میں قبضہ مل گیا۔ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو مسجد احمدیہ سرینگر کی عمارت کا سنگ بنیاد محترم مولانا ابوالعطاء صاحب رض نے رکھا پھر سب احباب نے اجتماعی دعا کی۔ مسجد کا ایک کمرہ اگلے سال ۱۳۲۰ ہش / ۱۹۴۱ء میں تیار ہوا اس میں پہلا خطبہ جمعہ محترم حضرت قاضی محمد یوسف صاحب نے دیا اور قریباً ستر احباب نے نماز ادا کی۔ محترم خلیفہ عبدالرحیم صاحب کی توجہ اور کوشش سے چار دیواری اور کمرے [illegible] ملکی تقسیم [illegible] احباب جماعت نے متعدد بار یہ کوشش کی کہ مسجد کی توسیع کی جائے مگر حکومت کی طرف سے رکاوٹیں پیدا ہوتی رہیں اور مسجد سرینگر اپنی اہمیت کے لحاظ سے شایان شان نہ بن سکی شاید یہی مقدر تھا کہ یہ مسجد اس منصوبہ کے تحت تعمیر ہو جو کہ غلبہ اسلام کی صدی کے استقبال کے لئے ظہور میں آئے۔ [illegible] سنگ بنیاد کے بعد سے مسجد کی عمارت [illegible] مراحل میں [illegible] اور مورخہ [illegible] ۱۹۸۰ء کو محترم صاحبزادہ [illegible] صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے اس عمارت نو کا باقاعدہ افتتاح فرمایا کشمیر کے قریباً پانچ صد افراد اس وقت موجود تھے تقریب [illegible] کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جوبلی فنڈ کے منصوبہ [illegible] کی مدد سے سرینگر میں شاندار مسجد [illegible]

ہے۔“

(الفضل ۲۹ اخاء ۱۳۵۹ ہش)

حضور ایدہ اللہ نے ۲۶ فتح ۱۳۵۸ ہش / دسمبر جلسہ سالانہ کی تقریر کے دوران سرینگر مسجد احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

”کشمیر [illegible] سرینگر [illegible] حضرت عیسیٰ کا مقبرہ ہے جماعت احمدیہ نے دنیا بھر میں اس بات کا چرچا کیا [illegible] اس جگہ کو [illegible] حاصل ہو گئی ہے اور [illegible] غیر ملکی سیاح اس مقبرے کو دیکھنے آتے ہیں اس شہر میں [illegible] جماعت قائم ہے [illegible]“

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے وہ پیغام پڑھ کر سنایا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع کے لئے ارسال فرمایا تھا اس پیغام میں حضور نے فرمایا :-

”مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ اس موقع پر اپنی نو تعمیر شدہ مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس مسجد کو بہت بابرکت بنائے اس کو نمازیوں سے آباد رکھے اور اس میں نماز پڑھنے والوں کو اپنے فضلوں اور برکات سے نوازے۔ اور انہیں اور ان کی نسلوں کو حقیقی معنوں میں احمدی مسلمان بننے کی توفیق بخشے“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد [illegible] تک مکمل ہو چکی ہے مسجد [illegible] شدہ ہال ہیں بائیں جانب اوپر کی منزل کی طرف مہمانوں کے لئے چار کمرے بنے ہوئے ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا معقول انتظام [illegible] اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور [illegible] احباب نے [illegible] تعمیر و تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جزا [illegible] آمین

تعمیر مدرسہ احمدیہ قادیان اور احباب جماعت کا فرض

مدرسہ احمدیہ قادیان کی بنیاد خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھی تھی اس دینی درسگاہ سے فارغ التحصیل ہو کر بے شمار ایسے جلیل القدر علماء میدان تبلیغ و عمل میں نکلے ہیں جنہوں نے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور خالد احمدیت کا لقب پایا ہے مرور زمانہ کے باعث مدرسہ ہذا کی عمارت نہایت خستہ ہو چکی ہے اب بزرگان کے ارشادات کی روشنی میں اس کی تعمیر نو کرائی جا رہی ہے جس کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے اس مد میں بعض دوستوں نے اپنے گرانقدر عطیات بھجوائے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے تمام افراد کے اموال و نفوس میں غیر معمولی برکت دے۔ نظارت ہذا باقی تمام دوستوں کو بھی اس بابرکت کام کے لئے اپنے گرانقدر عطیات بھجوانے کی تحریک کرتی ہے امید ہے احباب جماعت خصوصی توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

طوفانِ نوحؑ

قرآنی شواہد اور جدید انکشافات

از مکرم سید عبدالعزیز صاحب نیو جرسی امریکہ

حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے۔ بائیبل میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ سب سے اہم سوال اس طوفان کے متعلق یہ ہے کہ یہ طوفان کیوں آیا۔ اس میں ہلاک ہونے والے کون تھے۔ وہ کیوں تباہ و برباد ہوئے اور کیا ان کے بچنے کی کوئی صورت تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو وہ کس طرح بچ سکتے تھے۔ یہ سوال کہ وہ کتنا بڑا طوفان تھا یا کتنے روز بارش ہوتی رہی ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت نوحؑ کی قوم کے لوگ کیوں ہلاک ہوئے۔ قرآن میں اس کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔ فکذبوہ فانجیناہ والذین معہ فی الفلک واغرقنا الذین کذبوا بآیاتنا انھم کانوا قوما عمین (سورۃ اعراف ۸ؑ) ترجمہ:- انہوں نے آپ کا انکار کیا (یعنی حضرت نوح کا) پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی کے ذریعہ نجات دی۔ اور ہم نے ان لوگوں کو جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی غرق کر دیا۔ وہ ایک اندھی قوم تھی۔ یہاں بتایا کہ غرق ہونے والے حضرت نوحؑ کے مکذبین تھے۔ یہاں کسی اور عمر کے تباہ و برباد ہونے کا ذکر نہیں۔ یہ سیلاب اس لئے آیا کہ حضرت نوحؑ کی قوم نے آپ کا انکار کیا۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ طوفان نوح ساری زمین پر آیا تھا۔ نئی تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ طوفان ایک محدود علاقہ میں آیا تھا۔ اس طوفان کا باعث موسلا دھار بارش تھی۔ وہ بارش کتنے گھنٹے یا کتنے دن رہی اس کا ذکر قرآن میں موجود نہیں۔ ہاں وہ بارش اتنی تیز تھی کہ زمین پر پانی ہی پانی ہو گیا اور چشموں کے پانی کا الگ وجود ختم ہو گیا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کذبت قبلھم قوم نوح فکذبوا عبدنا وقالوا مجنون وازدجر۔ فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر۔ ففتحنا ابواب السماء بماء منھمر۔ وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر۔ (سورۃ قمر ۱ؑ)

ترجمہ:- ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا۔ اور ہمارے بندے کی تکذیب کی۔ اور کہا کہ یہ مجنون ہے۔ (اور ہمارے بتوں کی طرف سے) پھٹکار ڈالی گئی ہے۔ آخر اس نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا مجھے دشمن نے مغلوب کر لیا ہے پس تو میرا بدلہ لے۔ جس پر ہم نے بادل کے دروازے ایک جوش سے بہنے والے پانی کے ذریعہ کھول دیئے۔ اور زمین میں سے ہم نے چشمے پھوڑ دیئے۔ پس (آسمان کا) پانی (زمین کے پانی کے ساتھ) ایک ایسی بات کے لئے اکٹھا ہو گیا جس کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

بائیبل میں ایک جگہ لکھا ہے کہ سیلاب پانی کے چشموں سے آیا۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ سیلاب بارش کے پانی سے آیا۔ قرآن کہتا ہے کہ دونوں پانی مل گئے۔ اور فرق باقی نہ رہا۔

سیلاب کا کسی علاقہ میں آنا خدا کی طرف سے عذاب ہوتا ہے۔ جس علاقہ میں سیلاب آئے وہاں مکان گر جاتے ہیں، فصل تباہ ہو جاتی ہے سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں، انسان اور جانور مر جاتے ہیں، پینے کا پانی نہیں ملتا، خوراک کے ذخائر تلف ہو جاتے ہیں اور سیلاب سے بچنے کے لئے جو تدابیر کی گئی ہوتی ہیں وہ سب بے سود ثابت ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے تا یہ ثابت ہو کہ انسان اپنے ... ہے اور اپنی تدابیر میں ... آج وہ ملک جو ٹیکنالوجی میں ... کر گئے ہیں وہاں بھی سیلاب آتا ہے اور تباہی مچاتا ہے۔ جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔ جب سیلاب آتا ہے تو ساری اسکیمیں اور تدبیر دھری کی دھری رہ جاتی ہیں جب انجینئر کسی علاقہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے کوئی پلان تیار کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے ماضی میں آئے ہوئے ان تمام سیلابوں کا معائنہ کرتے ہیں جن کا ریکارڈ موجود ہے۔ تو پھر وہ ان سیلابوں سے اندازہ لگاتے ہیں کہ زمانہ ماضی کا سیلاب چونکہ سو سال میں ایک بار آیا تھا اس لئے آئندہ اتنا بڑا سیلاب سو سال کے عرصہ میں آئے گا۔ عموماً بڑے سیلاب بڑے وقفہ کے بعد آتے ہیں، لیکن ایسا ہونا ضروری نہیں۔ ایک بہت بڑا سیلاب تھوڑے عرصہ کے اندر آ سکتا ہے۔ جس کا صرف خدا تعالیٰ کو ہی علم ہے۔ چونکہ کسی انجینئر کو آئندہ آنے والے سیلاب کا علم نہیں تو بعض دفعہ اس کے ڈیزائن میں کمی رہ جاتی ہے۔ کوئی ملک اپنی ساری آمدن یا اس کا بڑا حصہ سیلاب کی روک تھام میں نہیں لگا سکتا۔ یہاں انسان کی بے بسی ظاہر ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق ہونے کی سزا اس لئے دی کہ انہوں نے آپ کا انکار کیا۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ سیلاب تو آتے رہتے ہیں ان کا کسی مامور من اللہ کے انکار سے کیا تعلق وہ خدا تعالیٰ کی فعلی اور قولی شہادت کا درحقیقت منکر ہے۔ خدا نے حضرت نوحؑ کی قوم کی ہلاکت کی وجہ ان کی تکذیب بتائی ہے اور حضرت نوحؑ فرماتے ہیں۔ اے میری قوم اگر توبہ و استغفار کرو تو اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش برسائے گا۔ یعنی استغفار نہ کرنے کی صورت میں بارش سیلاب لاتی ہے۔ قرآن میں رحمت والی بارش کے متعلق یوں ذکر آیا ہے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا۔ یرسل السماء علیکم مدرارا۔ ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم انھارا۔ (سورہ نوح ۱ؑ) ترجمہ:- میں نے ان سے کہا اپنے رب سے استغفار کرو۔ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ اگر تم توبہ کرو گے تو وہ برسنے والے بادل کو تمہاری طرف بھیجے گا اور مالوں اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغات اگائے گا اور تمہارے لئے دریا چلائے گا۔

قرآنی آیات سے ظاہر ہے کہ توبہ اور استغفار سے بارش خدا کی رحمت بن جاتی ہے اور کسی مامور من اللہ کی تکذیب سے بارش سیلاب کا باعث بن جاتی ہے۔ پس اگر سیلاب بطور عذاب کے آتے ہیں تو صرف اس لئے کہ مامور من اللہ کی تکذیب کی گئی۔ سیلاب بطور عذاب کے جب آئے تو سمجھنا چاہیئے کہ لوگوں نے وہی روش اختیار کی جو نوح علیہ السلام کی قوم نے کی تھی۔ عموماً زمین بارش کے پانی کو جذب کر لیتی ہے اور عموماً ایک تہائی بارش کا پانی ندیوں اور نالوں میں بہہ جاتا ہے یا کچھ بارش کا پانی آبی بخارات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ سیلاب زدہ علاقہ رہائش کے ناقابل ہوتا ہے۔ وہاں سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ کشتی کے ذریعہ لوگوں کو وہاں سے نکال کر محفوظ اور بلند جگہ پر پہنچایا جاتا ہے۔ خدا نے حضرت نوح علیہ السلام کو پہلے ہی آنے والے سیلاب کی خبر دے دی۔ اور کشتی بنانے کی ہدایت کی تاکہ اس کے ذریعہ سے کسی بلند مقام پر پہنچ کر اپنے کام کو جاری رکھ سکیں۔ آپ کی کشتی پست مقام سے بلند مقام کی طرف روانہ ہوئی۔ پانی چونکہ بلند جگہ سے وادی کی طرف آ رہا تھا لہذا حضرت نوحؑ کی کشتی پانی کے بہاؤ کے رخ کے خلاف چل رہی تھی۔

بائیبل میں اس بارش کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس دن اور رات یہ بارش ہوتی رہی اور یہ طوفان اس لئے آیا کہ بدی پھیل گئی تھی اور یہ بھی لکھا ہے کہ سیلاب ایک سو پچاس دن تک بڑھتا رہا۔ کشتی کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے کہ وہ چار سو پچاس فٹ لمبی ۷۵ فٹ چوڑی اور ۴۵ فٹ اونچی تھی۔ اس میں ایک دروازہ اور ایک کھڑکی تھی۔

بائیبل میں ایک جگہ لکھا ہے ہر جانور کے نر مادہ کو کشتی میں ڈال دیا نیز یہ لکھا ہے کہ سات جوڑے جو پاک جانوروں کے تھے وہ کشتی پر چڑھا لئے اور ایک جوڑا ناپاک جانور کا کشتی کے اندر لے لیا۔ اور جب کشتی ارارات کے پہاڑ پر ٹک گئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے ایک کوّے کو چھوڑا وہ واپس نہ آیا۔ پھر ایک فاختہ کو چھوڑا وہ واپس آ گئی پھر دوبارہ فاختہ کو چھوڑا وہ زیتون کے درخت کا ایک پتا لائی۔ پھر تیسری دفعہ فاختہ کو چھوڑا تو فاختہ واپس نہ آئی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ سیلاب اتر گیا ہے۔ سیلاب کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے بائیبل نے عجیب قصہ بنایا ہے۔ سیلاب جب کم ہونا شروع ہوا ہے تو سب سے پہلے ... کے آثار

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب سے کشمیر تک

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب نواں کوٹ، لاہور

آج سے دو ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ ایک بچی ہیکل یروشلم میں نذر کی گئی۔ وہاں وہ تربیت کے مراحل طے کر رہی تھی۔ جب وہ بلوغت کے قریب پہنچی تو حسب دستور کاہنوں نے اسے ہیکل سے فارغ کر دیا، اور اپنے گھر میں معتکف رہنے کی اجازت دیدی اس کے شب و روز عبادت میں سوت کاتنے اور گھر کے کام کاج میں بسر ہونے لگے۔ اب وہ بلوغت کی منزل میں قدم رکھ چکی ہے۔ ایک دن وہ اعتکاف میں، عبادت میں مصروف تھی کہ عین بیداری میں اس کے سامنے حضرت جبرئیل متمثل ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس بتولہ کو ایک بیٹے کی بشارت دی اس کا نام

"مسیح عیسیٰ ابن مریم"

بتایا گیا۔ یعنی وہ ممسوح قوم کو جمع کرنے کے لئے زمین میں بہت مساحت کرنے والا ہوگا۔ شب تاریک میں نگہبانی کا فرض سرانجام دے گا۔ اس طرح وہ مسیح اور عیسیٰ بن کر آئے گا۔ اس بتولہ پر کھولا گیا۔ یہ وہی فرستادہ ہے جسے انبیاء بنی اسرائیل نے مسیح کہا ہے، اور جس کے لئے ساری امت مشرق و مغرب میں چشم براہ ہے۔

مریم پریشان ہو گئی کہ میں تو کسی مرد کو نہیں جانتی یہ سب کچھ کیسے ہوگا فرمایا قدرت مجردہ سے تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ لوگوں کی نگاہ میں یہ بات عجیب ہے، لیکن خدا کی تقدیر میں یہ بات طے پا چکی ہے۔

قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ یہ وہی فرزند ارجمند ہے جس کا نام بروئے قرآن عیسیٰ تھا اور انجیل میں اس کا نام یسوع ہے۔ علماء بنی اسرائیل میں رواج تھا، بعض دفعہ دو نام رکھے جاتے۔ ایک الہامی نام اور ایک خاندانی یا صفاتی نام۔ اسی نہج پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام ابرہام ہوا۔ حضرت یعقوب کا نام اسرائیل رکھا گیا۔ یحییٰ الہامی نام تھا خاندانی نام یوحنا رکھا گیا۔ اسی طرح عیسیٰ کا دوسرا نام یسوع ہے۔ عیسیٰ کے معنے آرامی عربی میں جو کہ حضرت مریم کی مادری زبان تھی "شب تاریک میں نگہبان" کے ہیں۔ اور یسوع عبرانی لفظ ہے۔ اس کے معنے نجات دہندہ کے ہیں۔ اس موعود نے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی نگہبانی کرنی تھی، اس لئے وہ عیسیٰ تھا۔ اس نے قوم کو جلا وطنی سے نکال کر کلیم اللہ کے جانشین یشوع بن نون کی طرح ایک وطن میں آباد کرنا اور نجات دینا تھا۔ اس لئے بطور تفاؤل اسے یسوع کا نام دیا گیا۔ اس بچے کے لئے انبیاء بنی اسرائیل کے صحیفوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ

- وہ قدرت مجردہ سے پیدا ہوگا (یسعیاہ ۷/۱۴)
- وہ امت اسرائیل کا گلہ بان بن کر آئے گا اور اس کا (؟) زمین تک بزرگ ہوگا۔ (میکاہ ۵/۴)
- وہ اس وقت مبعوث ہوگا جب بنی اسرائیل کے اسباط دور مشرق میں بھٹک رہے ہوں گے۔ وہ گمشدہ بھیڑوں کی تلاش کرے گا۔ دنیا کے پہاڑوں میں انہیں پائے گا۔ اس طرح چوپانی کے فرائض سرانجام دے گا۔ اور چشموں والی زمین میں لوگوں کو بسا دے گا۔ (یسعیاہ ۴۹ باب و حزقی ایل ۳۴)
- وہ مستقبل کے ایک عظیم الشان رسول کا مبشر ہوگا۔ (یسعیاہ ۵/۲۶ یوحنا ۱/۲۱ یوحنا ۱۶/۷-۱۴)
- وہ یروشلم میں مبعوث ہوگا۔ قوم اس کے پیغام کو رد کر دے گی۔ اور اس فرستادہ کو موت کے غار میں دھکیل دے گی۔ وہ مردوں میں سے زندہ ہوگا۔ اور موت سے نجات پانے والا پیغمبر بن کر قوم کے بڑے حصے کو پیغام دینے کے لئے روانہ ہوگا۔ (زبور ۲۲ و یسعیاہ ۵۳ باب یوحنا ۱۶/۱۴)
- وہ ارض کنعان سے ہجرت کر کے بنی اسرائیل کے گمشدہ اسباط کی تلاش میں نکل کھڑا ہوگا۔ اس طرح وہ چوپانی کا فرض سرانجام دینے والا ہوگا۔ اس مشن کے لئے حرف "آسف" لایا گیا جس کے معنی جمع کرنے والے کے ہیں (یسعیاہ ۴۹/۶)
- وہ دنیا کے بلند پہاڑوں میں جا دہ پیما ہوگا۔ اور ایک نئے یروشلم کی طرف دعوت دے گا۔ نئے یروشلم سے مراد خدا تعالیٰ کا سچا اور برحق دین اور اس سے وابستہ انقلاب روحانی کا مرکز ہے (میکاہ ۴/۱ یسعیاہ ۲/۲ حزقی ایل ۱۶/۳۱ مکاشفات ۲۱/۱۴)
- وہ طویل عمر پائے گا۔ اپنی نسل در نسل دیکھے گا۔ پھر فوت ہوگا۔ اور رفیق اعلیٰ سے جا ملے گا۔ (یسعیاہ ۵۳/۵)

جیسے حضرت موسیٰ مصر کو چھوڑ کر مدین چلے گئے اور مصر سے روپوش ہو گئے پھر بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے قوم پر ظاہر ہوئے۔ اسی طرح مسیح کے لئے مقدر ہے۔ وہ بعثت کے بعد روپوش ہو جائے گا۔ اور بنی اسرائیل کی مخلصی کے لئے دوبارہ ظاہر ہوگا۔ (مدراش شیر ہاشریم)

مرور زمانہ کے باعث فرستادہ خدا اور اس کی جماعت دنیا کی نظروں سے مخفی ہو جائے گی۔ چوپان اور اس کی بھیڑوں کی کہانی سمندر کی تہ میں پوشیدہ چیزوں کی طرح دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گی۔ آخری زمانہ میں یوم موعود آئے گا۔ اس میں یہ سب کچھ منکشف ہوگا۔ (صحیفہ عزدرس چہارم)

ناظرین! یہ ہیں وہ پیشگوئیاں جو بائبل کے عہد عتیق اور علماء بنی اسرائیل کے اسفار مخفیہ اور ان کے اوراق پارینہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان بشارات کو خود حضرت مسیح نے اپنے پر منطبق کیا۔ ان کے حواریوں نے چھپاں کیا اور ان کے حوالے دیئے ہیں۔

ان بشارات کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے آپ صلیبی موت سے بچا لئے گئے۔ ان کی بعثت اور تبلیغ کا ایک حصہ وطن یعنی "یہود" سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حصہ تکمیل یعنی قوم کی حالت انتشار اور ان کے بھرپور اجتماع سے وابستہ ہے "یکلم الناس فی المھد و کھلا" کے ایک پہلو میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ "رسولا الی بنی اسرائیل" اس مشن کی وضاحت ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے اس مشن میں پاک و ہند کے باسیوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری ہے قرن اول میں پیغمبر بنی اسرائیل کنعان سے روانہ ہوا۔ اور پاک و ہند کی سرزمین میں داخل ہو گیا۔ اس کی آخری منزل ارض کشمیر تھی۔ اس طرح صلیب سے کشمیر تک اس پیغمبر کی کہانی پھیلی ہوئی ہے۔

ویٹی کان میں مقدس پطرس کا دائمی مدفن ہے۔ یہی وجہ اس خطہ ارض کو چار چاند لگے ہوئے ہیں۔ سری نگر میں مقبرہ یوز آسف ہے۔ جب ثابت ہوگا کہ اس روضہ میں حضرت مسیح علیہ السلام سوئے ہوئے ہیں تو اندازہ کیجئے کتنا بڑا انقلاب آئے گا۔ اس تحقیق کی اہمیت جہاں اہل کتاب کے لئے ہے وہاں ارض پاکستان کے باسیوں اور ارض ہند کے دسنیکوں کے لئے برابر عظیم الشان نتائج کی حامل ہے۔ اور پھر اس لحاظ سے یہ تحقیق بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ والیان کشمیر کی تحویل میں نسلاً بعد نسل بھوش نہایہ ان صدیوں تک رہا ہے۔ اس دستاویز میں اس تاریخی حقیقت کا انکشاف ہے کہ عیسیٰ ہمالہ دیش میں آئے تھے۔ یہاں اپنا مرکز بنایا۔ کیونکہ اس علاقہ میں یہودی بکھرے ہوئے تھے۔ یہ تاریخی دستاویز سنسکرت زبان میں ہے۔ اب شائع ہو چکا ہے۔ اس کا ہندی ترجمہ بھی منظر عام پر آچکا ہے۔ اسی طرح صحیفہ قدیمہ یوز آسف میں ایک پرانی کہانی درج ہے۔ کہ یوز آسف خدا کا پیغمبر تھا۔ اس کی آخری منزل کشمیر تھی۔ یہاں وہ آسودہ خواب ہے۔ مزید برآں لکھا ہے کہ کشمیر میں اس نے کہا تھی۔ جہاں روحانی چراغ روشن ہوئے۔

راجہ ترنگنی کے "افسانہ دیو" میں عیسیٰ مسیح کی پرچھائیں نظر آتی ہے۔ لداخ کی خانقاہ میں حیات عیسیٰ پر دستاویزات موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح بلاد پاک و ہند میں گھومے۔ جناب فدا محمد حسنین کشمیر کے ڈائریکٹر آثار قدیمہ نے اس صحیفہ پر تحقیق کی ہے جس میں ہے کہ ہند میں عیسیٰ کو بدھ مانا گیا۔ (ملاحظہ ہو ان کی کتاب

کتاب) حضرت مسیح کے محبوب حواری تھوما تھے۔ یا کا مقبرہ مدراس کے نواح میں ہے اس طرح کشمیر سے مدراس تک حضرت مسیح اور ان کے حواریوں کی روداد پھیلی ہوئی ہے۔ مستقبل کا مورخ تاریخ ان مخفی نتائج سے استفادہ کرے گا اور تاریخ پاک و ہند میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔

قرآن حکیم نے تاریخ عالم کے بعض مخفی گوشوں کو بے نقاب کیا ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ واقعہ صلیب کے بعد کہاں چلے گئے؟ یہ ایک سر مکتوم ہے۔ جسے قرآن حکیم نے واشگاف کرتے ہوئے فرمایا۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ (سورہ مومنون ۵۱)

ہم نے ابن مریم عیسیٰ اور ان کی والدہ کو نشان بنایا۔ اس طرح کہ یہود کے ہاتھوں سے بچا کر ایک ایسے پہاڑی مقام میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی۔ اور مصفا پانی کے چشمے اس میں جاری تھے۔ یہ پہاڑ اہل کتاب کا فردوس گم گشتہ ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فردوس ثانی میں اس کا ذکر کہاں کیوں نہیں ملتا؟

اب آیئے عیسائی تاریخی ماخذ کی طرف انجیل کا آخری صحیفہ "مکاشفات یوحنا عارف" ہے۔ اس کا زمانہ پہلی صدی کا آخری عشرہ ہے۔ ان مکاشفات کے پس منظر میں تاریخی اشارات موجود ہیں مثلاً یہ کہ حضرت مسیح ایک بڑے اور اونچے پہاڑ پر ہیں (مکاشفات ۲۱ : ۱۰) یہاں دین خدا کو ایک نئے یروشلم کی صورت میں دکھایا گیا جس میں بنی اسرائیل جذب ہو جائیں گے۔

علاوہ بریں حضرت مسیح پر ایمان لانے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے (مکاشفات باب ۷)

حضرت مسیح کوہ صیہون (مراد حصار عیسیٰ ثبت ہے) پر کھڑے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار بنی اسرائیل ہیں۔ جہاں کہیں وہ جاتے ہیں یہ ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں (مکاشفات ۱۴ : ۱)

ان حواریوں میں بعض اشارات ہیں کہ قرن اول کے آخری عشرہ میں حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی امت کا مستقر مشرق میں ایک بڑا اور اونچا پہاڑ تھا۔

قرن اول میں نصاریٰ جو نظمیں پڑھا کرتے ان کا سریانی متن آثار سے مل گیا ہے۔ یہ مرقع ODES OF SOLOMON کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔ یہ ۴۲ نظمیں ہیں۔ ان کا مضمون یہ ہے کہ حضرت مسیح موت سے نجات پانے والے فرستادہ تھے۔ ان کی حالت موت کے مشابہ ہو گئی تھی۔ مرے نہیں تھے۔ وہ زندہ تھے۔ جبکہ لوگ انہیں مردہ سمجھتے ہیں۔ بالآخر وہ ایک اونچے اور بلند مقام اور اس چوٹی پر پہنچے۔ وہاں انہوں نے چاروں کونے پھیلی ہوئی اپنی امت کو خطاب کیا۔ ایک کامل بتول (حضرت مریم صدیقہ) بھی ان کے ساتھ تھیں۔ اس بتول نے بھی لوگوں کو فلاح اور نجات کی طرف بلایا۔ یہ خطاب وجد آفریں ہے۔ ایک دوسری نظم میں ہے کہ حضرت مسیح اور ان کے ماننے والے ایک فردوس بریں میں بس گئے۔ اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں محو ہو گئے۔ ان نظموں کے لئے ملاحظہ ہو ODES OF SOLOMON ODE 20-33

دوسری صدی کی سریانی نظم کے ایک سو پانچ اشعار اس کے علاوہ ہیں۔ یہ نظم ٹیکسلا کے نصاریٰ میں مشہور کتاب "اعمال توما" میں یہ نظم درج ہے۔ یہ کتاب تیسری صدی کی ہے۔ اسی نظم میں ایک تمثیل استعارہ ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ دور مشرق میں ایک بلند پہاڑ پر خدا تعالیٰ خاتون مشرق اور فرستادۂ خدا کی روحانی بادشاہت قائم ہے۔ جدید ہے کہ برطانیہ میں بھی یہ روایت پہنچی کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے سفر زندگی میں ایک جگہ سے گذرے جس کا نام ہی "فردوس بریں" تھا۔ اہل برطانیہ نے اس روایت کو برطانیہ کی ایک خوشنما جگہ پر چسپاں کر دیا اور خیال کر بیٹھے کہ مسیح برطانیہ میں آئے تھے۔

JESUS THROUGH THE CENTURIES BY KOMROFF P. 196

ان سب حوالوں میں ایک "فردوس گم گشتہ" کی پرچھائیں موجود ہے جس کی طرف قرآن حکیم میں وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ کے الفاظ مبارکہ میں اشارہ کیا گیا۔

تصحیح: اس شمارے کے آخری صفحہ پر انگریزی میں اخبار کی اشاعت کی ہجری قمری تاریخیں ۹ اور ۱۶ صفر کی بجائے غلطی سے ۲۰ و ۲۷ صفر کمپوز ہوئی ہیں۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ ایڈیٹر بدر

روحوں کی کلی بھی ہے اسی طرح سے کھلتی

انساں کو پسندیدہ ہے بس جینا ہی جینا
مرغوب نہیں موت کا ساغر اسے پینا

اے کاش وہ سوچے کہ وہ آیا ہی یہاں کیوں
اللہ تعالیٰ اسے لایا ہے یہاں کیوں

مقصود ہے کیا دنیا میں پورا اسے کرنا
بن کر یہاں کس طرح کا انساں ہے ابھرنا

دنیا میں بشر [illegible] ہے متغیر
پیدائش میں اس کی ہیں عجب حکمتیں مضمر

راز اس کی ترقی کا عبادت میں ہی پنہاں
رہنا ہے اسے بن کے یہاں بندۂ رحماں

رحماں خدا کی یہی سنت ہے ازل سے
سب پہ ہی جہاں میں جو عیاں اس کے عمل سے

ہر آن غذا جسم کو جس طرح ہے ملتی!
روحوں کی کلی بھی ہے اسی طرح سے کھلتی

نازل نہ کبھی ہوتا جو الہام بشر پر
ہوتا نہ وہ اس دنیا کی ہر چیز سے برتر

جب راہ سے بھٹک جاتی ہے اکثر یہ خلقت
آ جاتی ہے پھر جوش میں اللہ کی رحمت

ہر قوم میں یوں اس کے نبی آتے رہے ہیں
احکام نئے ساتھ جو اپنے وہ لاتے رہے ہیں

جو بھی کسی روحانی جماعت کا تھا بانی
لاریب تھا اللہ کی رحمت کی نشانی

نانک تھا کہ تھا بدھ وہ کرشنا تھا کہ راما
دنیا کو یہ سب نے خدا کا ہی بتایا

سچے تھے وہ لاکھوں کو ہدایت دی انہوں نے
اور ایک خدا سے ہی محبت کی انہوں نے

آخر میں وہ آئے جو ہیں سب نبیوں کے خاتم
مقصود ہر اک قوم کے سرکار دو عالم

دنیا کے ہر اک فرد بشر کے لئے رحمت
اک پیکر احسان وسخا مہر و محبت

سردار رسولوں کے ہیں وہ دونوں جہاں میں
ان سے بڑا کوئی نہیں اس کون و مکاں میں

الفت ہے جسے ان سے ہے الفت ہمیں اس سے
دشمن ہے جو ان کا ہے عداوت ہمیں اس سے

ساتھ ان کے اتاری گئی قرآنی شریعت
[illegible] فانی ولاثانی شریعت

اکمل ہے جو ہر پہلی شریعت سے بہر طور
بھرپور ہے جو رشد و ہدایت سے بہر طور

قرآن میں ہر انساں کی ہدایت کا ہی سامان
چھوڑے کبھی صدیق نہ قرآن کا داماں

قرآن کہ دنیا میں رہے گا جو ابد تک
دریائے ہدایت کہ بہے گا جو ابد تک

مانیں کہ نہ مانیں کوئی اکراہ نہیں ہے
ان باتوں میں میری مگر اشتباہ نہیں ہے

(محمد صدیق امرتسری سابق مبلغ افریقہ و ملیشیا)

خلافت کی سب سے بڑی برکت: بقیہ صفحہ ۱۶

جیسے ایک بلب نیچے کے ہولڈر سے لگ کر روشن کرتا ہے گویا خلیفہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان کے لئے ایک زندہ وجود اور زندہ ثبوت ہوتا۔

خلافت کی دوسری اہم برکت اجتماع ہے جس کے ذریعہ قوم ایک ہاتھ پر جمع ہو جاتی ہے اور تیسری برکت یہ ہے کہ تبلیغ دین خلافت ہی کے ساتھ وابستہ ہے

محترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر

محترم مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب سری لنکا ماریشس اور سیرالیون میں تبلیغ و خدمت دین کا لمبا تجربہ رکھتے ہیں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء کیا تو آپ کو سیکرٹری مجلس نصرت جہاں بنایا گیا اس کے بعد آپ دیگر جماعتی خدمات بجا لاتے رہے آج کل دوبارہ سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کے طور پر خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں آپ نے ٹھنڈے تشریف کے گلاس سے آگے بڑھاتے ہوئے بات کا آغاز یوں کیا کہ:—

"خلافت خدا تعالیٰ کے افضال کو ٹرانسمٹ کرنے والا بہت بڑا ٹرانسمیٹر ہے جس کا تجربہ میں نے خلافت ثانیہ اور خلافت ثالثہ میں بارہا کیا ہے جب میں چوبیس سال کی عمر میں پہلی مرتبہ لنکا بھیجا جا رہا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الوداعی ملاقات کرنے گیا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ سری لنکا میں بہت سی مشکلات ہیں اور بعض تبلیغی [illegible] ہیں وہاں کے حالات کا ذکر اس [illegible] کیا کرتے میں بہت ڈر گیا کہیں یہ ذمہ داری [illegible] طرح نبھا ہوں گا۔ ملاقات ختم ہونے کے بعد حضور آگے تھے مجھ سے معانقہ کیا اور [illegible] بڑے پر جوش الوداعی معانقہ کیا۔ یہ معانقہ کیا تھا!! مجھے محسوس ہوا کہ ایک زبردست قوت کا برقی کرنٹ میرے جسم کے روئیں روئیں میں دوڑ گیا اور سیدھا دل میں جا کر جذب ہو گیا ہے اس کے بعد وہ سارا خوف اور پریشانی آن واحد میں بالکل غائب ہو گئی اور اس کے بعد تیس سالہ تبلیغی زندگی میں کبھی مشکل سے مشکل وقت میں بھی خوف نہ محسوس ہوا۔

محترم مولانا نے بتایا:—

"اسی طرح خلافت ثالثہ میں بھی بہت سے تجربات ہوئے ایک دو سنا دیتا ہوں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا نصرت جہاں سکیم کے تحت وہاں ڈاکٹر غلام مجتبیٰ صاحب گئے جو کہ سب سے زیادہ تجربہ کار ڈاکٹر تھے اور اس گاؤں کی حالت یہ تھی کہ نہ وہاں پر بجلی تھی اور نہ پانی تھا وہاں جا کر پریشان ہو گئے کہ کوئی غلطی ہو گئی ہے کہ مجھے یہاں بھیجا گیا ہے اسی سے بڑا فکر ہوا حضور دعا کرتے رہے اور ابھی ڈاکٹر صاحب کے خط کا کوئی جواب نہ دیا گیا ایک دن اچانک عصر کے وقت حضور نے یاد فرمایا اور مجھے کہا کہ ڈاکٹر مجتبیٰ کو تار دیں کہ میں نے دعا کی ہے وہ اسٹیشن کو بالکل نہ چھوڑیں اللہ بڑی برکت ڈالے گا چنانچہ اس برکت کا مشاہدہ ساری دنیا نے کیا کہ اس سے آمد دگیاہ گاؤں میں بہترین سڑک بن گئی پانی بجلی پہنچ گئی اور وہاں افریقہ کا سب سے بڑا ہسپتال بن گیا ایسے بے شمار واقعات ہیں"

اپنی رہائش کے لئے مکان بنوایا تو اس کے ملحق ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی اور اس مسجد میں ایک امام الصلوٰۃ بھی مقرر کیا تھا (ملاحظہ ہو جنم ساکھی [illegible])

جب گورو جی کا انتقال ہوا تو مسلمانوں نے گورو جی کو اپنا ایک بزرگ سمجھ کر ان کی نعش کو دفن کرنے کا مطالبہ کیا۔ مسلمانوں کے اس مطالبہ کو گورو انگد جی سے لے کر گورو گوبند سنگھ جی تک کسی گورو نے رد نہ کیا۔ کیونکہ یہ مطالبہ گورو جی کی عزت اور عظمت کو واضح کرتا ہے۔ بھائی گیر سنگھ جی چھبر بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے گورو جی کی آخری یادگار کے طور پر ایک مسجد تعمیر کی تھی اور کنواں بھی لگوایا تھا نیز ایک مکتبہ بھی قائم کیا تھا گیر سنگھ چھبر نے وہ مسجد اور کنواں وغیرہ خود بھی دیکھا تھا جیسا کہ ان کا بیان ہے

دو دیٹ لینے ترکاں جوڑ
ترکاں سے کے کیتی گور

....

جاری کھو د تاں کھوہ کیتا
ایناں پاس بنائے مکتبہ لیتا۔

سجھ مسیت تیجے کوپ بلا جا
اور پڑھدے کلمہ [illegible] ذاجا

....

سنگھ گیر ایہہ کتھا سنائی
مسیت کو آن اسناں دیکھے جائی
اوس کوپ سے اشنان اساں جی کیتا
اوس کوپ کا جل ہے اتہ میٹھا

(بنسا ولی نامہ چرن دوجا)

الغرض مسلمانوں کا گورو نانک جی سے دوستانہ تعلق ان کی پیدائش کے وقت سے شروع ہوا تھا جبکہ دولتاں نام کی ایک مسلمان دائی نے گورو جی کی پیدائش پر سب سے پہلے گود میں اٹھا کر ادا کیا کرنے قائم کیا تھا۔ مسلمانوں نے آخر دم تک قائم رکھا بلکہ گورو جی کی یادگار کے طور پر ایک مسجد تعمیر کر کے اس تعلق کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کی کوشش کی آج ہمارے بزرگوں کی زندگی کے یہ کارنامے ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین

تقریب شادی

مکرم چوہدری بشیر الدین صاحب ابن مکرم چوہدری دین محمد صاحب ننگلی درویش کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان کی تقریب شادی مورخہ ۸/۱۲/۸۰ کو بخیر و خوبی انجام پائی۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے پہلے مسجد مبارک میں بعد ازاں مکرم محمد اسماعیل صاحب ننگلی درویش کے مکان پر ان کی بچی کے رخصتانہ کے موقعہ پر اجتماعی دعا فرمائی۔

مکرم بشیر الدین صاحب موصوف کا نکاح گزشتہ سال جلسہ سالانہ کے موقع پر عزیزہ زکیہ بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد اسمٰعیل صاحب ننگلی کے ساتھ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے پڑھایا تھا۔

مورخہ ۹/۱۲/۸۰ کو مکرم مستری دین محمد صاحب ننگلی درویش نے اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں قریباً چار صد مرد و زن نے شمولیت کی احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح موجب برکت بنائے آمین

(ایڈیٹر بدر)

درخواستہائے دعا

(۱) عزیز شاہد علی بیگ صاحب ابن مکرم ڈاکٹر مرزا آدم علی بیگ صاحب ساکن نیا گڑھا (اڑیسہ) بد اعانت بدر میں مبلغ ۲۰/- روپے ارسال کرتے ہوئے اپنے ایم۔بی۔بی۔ایس کے دوسرے امتحان میں نمایاں کامیابی کے حصول کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (امیر جماعت احمدیہ قادیان)

(۲) برادرم مکرم محمود احمد صاحب صدیق کلکتہ ان دنوں بعض خانگی اور کاروباری مشکلات کے باعث پریشان ہیں احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے (ہنیر) اور ان کے بچے کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور جلد پریشانیوں کا ازالہ فرمائے۔

خاکسار: چوہدری عبد القدیر ناظر بیت المال خرچ

(۳) مکرم شیخ سخاوت اللہ صاحب آف کیندرا پاڑہ نے حال ہی میں ٹیلرنگ کا کام شروع کیا ہے موصوف مبلغ ۵/- روپے بد اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے کاروبار میں برکت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں خاکسار: سید انوار الدین احمد مونگھیرہ (اڑیسہ)

گورو نانک جی اور مسلمان: بقیہ صفحہ ۲۵

لفظ کو تخلص کے طور پر استعمال کیا تو اس کا کلام رد کر دیا گیا اسی وجہ سے اسے کچی بانی ظاہر کیا گیا الغرض بھائی مردانہ نے گورو نانک جی کی ایسی خدمت کی جو کسی اور شخص کو نصیب نہیں ہو سکی اور گورو جی نے بھی اس کو خود اس کا صلہ دیا جو کسی اور کو حاصل نہ ہو سکا ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں:—

"بھائی مردانہ گورو نانک دیو جی سے ایک روپ ہو چکا تھا اس لئے اسے نانک کا تخلص استعمال کرنے کی جرأت ہو گئی اور گورو نانک جی کا خود اس کی رچنا (تصنیف) کو نانک تخلص کے ساتھ پروان کر لیا ہے وہ ایک روپ ہی تو تھے"

(گورو گرنتھ صاحب واہا سلوک انگ ۵۵۳ ماحنی)

حقیقت یہ ہے کہ گورو نانک جی کی موجودگی میں کسی اور نے اگر گورو نانک جی کے نام کو تخلص کے طور پر استعمال کر کے کوئی بانی بیان کی تو سکھ تاریخ شاہد ہے کہ اسے رد کر دیا گیا ہے مگر یہ اعزاز صرف اور صرف بھائی مردانہ کو ہی حاصل ہوا کہ اس نے گورو نانک جی کی زندگی میں ہی اپنے کلام میں "نانک" تخلص استعمال کیا اور اس کی اس بانی کو گورو گرنتھ صاحب میں جگہ دی گئی تمام سکھ تاریخ سے اس کی دوسری مثال نہیں ملتی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ گورو نانک جی نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں دریائے راوی کے کنارہ پر ڈیرہ لگایا تھا اور وہاں پر جب

شذرات

از مکرم سید رشید احمد صاحب بی اے سونگڑہ (اڑیسہ)

حساب ابجد کا علم پہلے بھی رائج تھا اور اب بھی ہے۔ اس سے استفادہ کر کے نتیجہ اخذ کرنے والے پہلے بھی موجود تھے اور اب بھی ہیں۔ فی الحال اسی حساب ابجد جسے حساب جمل بھی کہتے ہیں کے مطابق مندرجہ ذیل حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں۔

لطیفہ

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔
"لطیفہ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المأتین ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ۱۳۰۰ ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں اور اس عاجز کے ساتھ یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار اعداد حروف تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۵-۱۸۶ تقطیع خورد ایڈیشن اول)

[illegible] مطابقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کے نزول کی پیشگوئی میں اس کی بعثت کے دو اہم مقاصد بیان فرمائے تھے کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:۔
"یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر"
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقدس الفاظ کے حروف کی مجموعی تعداد حساب ابجد کے مطابق ۱۸۹۷ ایک ہزار آٹھ سو ستانوے ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کسر صلیب سے مراد [illegible] کا رد کرنا ہے اور اسی طرح [illegible] صفت اقوام [illegible] ہٹانا ہے۔ اور یہ [illegible] ہے کہ سنہ ۱۸۹۷ء [illegible] کے لحاظ سے) وہ سال [illegible] خنزیر اور کاسر الصلیب [illegible] موعود نے اس [illegible] اور قتل خنزیر کی تکمیل فرمائی۔ [illegible] سنہ ۱۸۹۷ء کے ماہ جنوری کی ۱۴ تاریخ کو آپ نے ایک اشتہار لکھا جس میں واضح الفاظ میں یہ فرمایا کہ:۔

> میں ہر دم اسی فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجب تنگی میں ہے اس سے بڑھ کر اور کون سا دلی درد کا مقام ہوگا کہ عاجز انسان کو خدا بنایا گیا اور ایک مشت خاک کو رب العالمین سمجھا گیا میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنے خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا ..... قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ سب حربے ٹوٹیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ نہ وہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔" (اشتہار ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء)

ک۔ ف۔ ر

مسیح موعود کے زمانہ کی ایک بہت بڑی علامت فتنہ دجال کا ظہور بیان کی گئی ہے۔ اس کو ہلاک کرنے کا کام مسیح موعود کا ہوگا۔ اس دجال کی ایک بیّن علامت یہ ہوگی کہ وہ یک چشم ہوگا اور اس کی آنکھوں کے درمیان ک۔ ف۔ ر لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ وہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن) اس کے دیگر پہلوؤں میں سے ایک پہلو کو دیکھا جائے کہ ان حروف کی مجموعی تعداد کتنی ہوتی ہے۔ سو اس کی تعداد تین سو ۳۰۰ بنتی ہے اور لفظ کفر بنتا ہے۔ خدا کے ہر موعود کو اپنے زمانہ میں کفر کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور اس طرح حق و باطل کے مقابلہ میں آہستہ آہستہ حق کے مقابل باطل اپنے اثرات کھوتا رہتا ہے۔ اب یہ ایک سوچنے کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس مامور مسیح و مہدیؑ کے بالمقابل جو کفر ہے اس کا اثر گھٹتا جائے گا۔ اور اس کی انتہائی مدت تین سو سال یا تین صدیوں کے اندر ہی رہے گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہودؑ بھی ایسا ہی فرماتے ہیں کہ:۔

> "اے تمام لوگو! سن رکھو یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب کو ان پر غلبہ بخشے گا ..... یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا ابھی تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی (یعنی ک۔ ف۔ ر کی مجموعی تعداد کے مطابق ناقل) آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵)

صداقت مسیح موعودؑ کی ایک اتفاقی دلیل

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے زمانہ مسیح موعودؑ میں یہ بات بیان کی کہ "زمانہ کے نبی کے ظہور کے وقت ہر ایک چیز ہی اس کی صداقت پر شاہد ہوتی ہے چنانچہ موجودہ زمانہ میں خدا تعالیٰ نے تمام نبی نوع انسان میں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہدی کے مقام پر فائز کر کے سارے جہان کے لئے مبعوث کیا ہے اور پھر تمام جہان میں سے علاقہ ماجھی کو چنا ہے اور ان تمام ناموں میں اللہ تعالیٰ نے بحساب ابجد ایسی مناسبت رکھی ہے کہ چشم بصیرت رکھنے والے انسان کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک اتفاقی دلیل بن جاتی ہے چنانچہ ابجد کے لحاظ سے مہدی کے عدد بھی ۵۹ ہیں اور جہان کے عدد بھی ۵۹ ہیں اور پنجاب کے عدد بھی ۵۹ ہیں اور ماجھی کے عدد بھی ۵۹ ہیں۔ علاوہ ازیں غلام احمد قادیانی کے اعداد جو پورے ۱۳۰۰ یعنی ایک ہزار تین سو بنتے ہیں ان سے بھی حضور کے دعوی بعثت اور مہدی کے ظہور کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو سنہ ہجری کی تاریخ سے متعلق ہے۔ پس اس حساب سے ظاہر ہے کہ زمانہ جس مہدی کے انتظار میں چشم براہ ہے وہ اپنے نام مقام اور حلیے ظہور کے لحاظ سے عددی مناسبت رکھتا ہے۔" (حیات

(بقیہ جمعہ دوئم صفحہ ۳۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان موجود ہیں (آل عمران ع ۲۰) اسی طرح ان مذکورہ بالا خلائق میں بھی اولی الالباب کے لئے حق و صداقت کے کئی سامان موجود ہیں۔ سچ ہے

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور بقیہ صفحہ ۱۱

بھگوان کرشن کے جنم کی مہابھارت کے زمانہ سے بڑا زیادہ فرق ہے ...... گزشتہ ایک ہزار برس سے جو ہندوستان میں آفتیں نازل ہوئیں اُن کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی ..... اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت [illegible] ہے۔ بھگوان کرشن آویں اور دنیا سے ناپاکی دور کر دیں۔ دھرم [illegible]

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تیرہویں صدی ہجری کے آخر اور چودہویں صدی ہجری کے شروع میں ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔ اگر وہ اس وقت ظاہر نہ ہوتے تو سیدنا حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان امت نعوذ باللہ جھوٹے قرار پاتے۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک وہ موعود مسیح اور امام مہدی آخر الزمان عین وقت پر سرزمین قادیان میں ظاہر ہوئے جن کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تھا آپ نے فرمایا:

(الف) ”تیرہویں صدی کا آخر ہوا اور چودہویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے“ (کتاب البریہ صفحہ ۱۸۳)

(ب) ”یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹)

(ج) ”مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں“ (اربعین صفحہ ۱ و ۴)

خطبہ الہامیہ میں فرمایا یا ایہا الناس انی انا المسیح المحمدی و احمد المہدی کہ اے لوگو میں ہی مسیح محمدی ہوں اور میں ہی احمد مہدی ہوں (خطبہ الہامیہ)

آپ نے فرمایا:-

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن اور حدیث اور بزرگان امت کے بیانات اور رؤیا و کشوف کے مطابق جب امام مہدی اور مسیح موعود کا دعویٰ دنیا کے سامنے بروقت پیش فرمایا تو یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن کے مطابق آپ سے استہزاء کیا گیا اور آپ کی آواز کو ٹھکرا دیا گیا اور علماء اسلام نے بالخصوص آپ کی سخت مخالفت کی۔ کفر کے فتوے دیئے دائرہ اسلام سے آپ کو خارج قرار دیا اور کہا کہ اس انتظار میں رکھو کہ امام مہدی آئیں گے لیکن مرزا صاحب [illegible] نہیں۔ حتیٰ کہ پوری صدی [illegible] گزر گئی اور اب [illegible] پندرھویں صدی شروع ہو رہی ہے تو علماء [illegible] مسلمانوں کو صرف ان کی مایوسی دور کرنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلمان جشن اور خوشی منائیں اور دوسری طرف علماء اسلام مسلمانوں کو یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ امت محمدیہ میں کسی مسیح اور مہدی نے نہیں آنا تھا۔ علماء کے ذریعہ خدا تعالیٰ اسلام کو غلبہ دے گا۔ جیسا کہ پاکستان میں غلام احمد صاحب پرویز جیسے لوگوں کا خیال ہے اور ہندوستان میں بھی علماء یہی بیانات دے رہے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں آنحضرت صلعم صاف فرما چکے ہیں کہ آخری زمانہ کی برائیوں کو دور کرنا علماء کے بس کا روگ نہ ہوگا کیونکہ علماء خود اسلام سے دور، گمراہ اور شر من تحت ادیم السماء یعنی آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے اس لئے اصلاح خلق کے کام کو سرانجام نہ دے سکیں گے۔ آج ہندوستان میں علماء دیوبند ذاتی اقتدار کے لئے باہم لڑ رہے ہیں۔ لکھنؤ میں شیعہ سنی کے نام پر لڑ رہے ہیں۔ دوسری جگہوں پر بریلوی اور دیوبندی کے نام پر لڑ رہے ہیں۔ دنیا کا وہ عظیم ترین مذہب جس نے دنیا کو اخوت اور امن پسندی کا درس دیا آج ان علماء کے ہاتھوں بدنام اور تباہ ہو رہا ہے۔ دیگر اسلامی ممالک میں بھی ان علماء کی [illegible] ہے وہ شر من تحت ادیم السماء کا نظارہ پیش کر رہی ہے۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اسی وقت یہ انتباہ فرمایا تھا کہ قرآن و حدیث اور بزرگان امت کے بیانات اور رؤیا و کشوف کے مطابق عین وقت پر خدا کی طرف سے آیا ہوں اگر مسلمان مجھے قبول نہیں کرتے تو ان کی ایمانی حالت کے لئے سخت خطرہ لاحق ہوگا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ امام مہدی کے آنے کی پیشگوئی کو جھوٹی پیشگوئی قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ حضور اپنی مشہور تصنیف تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:

”[illegible] ہیں کہ ان مسلمانوں [illegible] جن کا شمار ہزار سے بھی زیادہ ہوگا اپنے مکاشفات [illegible] اور نیز خدا تعالیٰ کے [illegible] استنباط سے بالاتفاق [illegible] ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودہویں صدی کے سر سے [illegible] تجاوز نہ کرے گا۔ اور [illegible] ایک گروہ کثیر اہل [illegible] جو تمام اولین و آخرین [illegible] وہ سب جھوٹے ہوں اور ان کے تمام استنباط بھی جھوٹے ہوں اس لئے اگر مسلمان مجھے اسی وقت قبول نہ کریں جو قرآن اور حدیث اور پہلی کتب کی رو سے اور تمام اہل کشف کی شہادت کی رو سے چودہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا ہوں تو آئندہ ان کی ایمانی حالت کے لئے سخت اندیشہ ہے۔ کیونکہ میرے انکار سے اب ان کا عقیدہ ہونا چاہیئے کہ جو واقعہ قرآن شریف سے مسیح موعود کے لئے شمار کیا ہے استنباط کئے تھے وہ سب جھوٹے تھے اور جس قدر اہل کشف نے زمانہ مسیح موعود کے لئے خبریں دی تھیں سب جھوٹی ہیں اور جس قدر آسمانی اور زمینی [illegible] کے مطابق ظہور [illegible] جیسے رمضان میں [illegible] میں خسوف و کسوف کا [illegible] ریل کی سواری کا جاری [illegible] ستارہ کا نکلنا اور آفتاب [illegible] جانا یہ سب نعوذ باللہ جھوٹے خیال کا نتیجہ آخر یہ ہوگا کہ [illegible] کو بھی ایک جھوٹی پیشگوئی قرار دیں گے اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دروغگو سمجھیں گے۔“ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۴)

چند ایمان افروز جھلکیاں بقیہ صفحہ ۲۰

نہیں۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ حالیہ دورے کے دوران انہوں نے کتنے لوگوں کو اسلام داخل کیا تو انہوں نے کہا ”میں انسانوں کی گنتی کے لئے متفکر نہیں ہوں“۔

معذرت

بھارت کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی مخلص احمدی جماعتوں اور ان کی ذیلی تنظیموں کی کامیاب تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل بہت خوش کن رپورٹیں گذشتہ ایام میں کے دوران ہمیں ایسے حالات میں موصول ہوئیں [illegible] ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ بابرکت سفر کی انتہائی اہم اور ایمان افروز تاریخی مصروفیات کو سالانہ کے [illegible] شریک اشاعت کیا جانا ضروری تھا۔ بنابریں ہمیں افسوس ہے کہ بوجہ عدم گنجائش ان میں سے بہت سی رپورٹوں کو شریک اشاعت نہیں کیا جا سکا۔

ادارہ بدر اپنی اس مجبوری کی بنا پر ایسی تمام جماعتوں اور ذیلی تنظیموں سے معذرت طلب کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام مخلصانہ مساعی کو بارآور کرے اور اپنی جناب میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

ایڈیٹر بدر

خلافت ثالثہ میں افضال سماوی کا نزول

بقیہ صفحہ ۲۰

بزعم خود مخالفین نے اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا عزم کیا لیکن جس کشتی کا کھیون ہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل سلطان القلم نائب رسول کے فرزند جلیل خلیفۂ سلطان ہوں اسے تیز و تند موجیں کیا مجال کہ اپنی راہ سے سرکا بھی سکیں۔

الحمد للہ کہ جماعت اس امتحان میں کامیاب اور سرخرو ہو کر نکلی۔ ہر دکھ اور اذیت کو اس نے مسکراتے ہوئے برداشت کیا۔ محبوب کی پیار بھری ایک نگاہ کی خاطر عشاق اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی یہ یقین رکھتے تھے کہ یہ سودا نفع بخش رہا۔ اور ہمارے آقا نے نامدار نے بھی فرما دیا تھا

رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش
مگر میں تو کرب و بلا چاہتا ہوں

جماعت کے صبر و استقلال کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے فرشتے ان آثار باطلہ کو گرمانے کے لئے روئے زمین پر اتر آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے راکھ کے ڈھیروں پر دیدہ زیب عمارتیں فردوس نگاہ کا سامان ہو گئیں۔ الحمد للہ ذالک

سرزمین اندلس پر اعظم ... کے انتہائی سرفراز ... طارق بن زیاد کی سربراہی میں جا سرفروشان اسلام نے اس زمین کو فتح و کامرانی سے ہم کنار کیا اور اسلام کی روشنی نے اس ملک کی قسمت کو چار چاند لگا دیئے۔ چند ہی برسوں میں علوم و فنون میں اس سرزمین نے وہ سر بلندی حاصل کی کہ سارا یورپ اسے استاد ماننے لگا۔ اور صدیاں ... اس کے علم و فن کی شمعیں ایک عالم کو منور کرتی رہیں۔ مگر آہ اغیار و جہالت کی ایک تیز و تند آندھی چلی اور طوفان گرد و باد نے اسپین کی روحانی اور علمی چشموں کو گرد آلود کر کے معدوم کر دیا۔ روشن شمعیں بجھ گئیں۔ خدائی محبت میں سوزاں دلوں کی چنگاریاں راکھ کے ڈھیروں تلے دب گئیں۔ ایک گھور ظلمت چھا گئی اور سیاہی پورے ملک پر محیط ہو گئی

آج خدا تعالیٰ کے جری پہلوان مہدی آخر الزمان کے موعود نافلہ اور جماعت احمدیہ کے امام ... ایک مرتبہ پھر سرزمین اندلس ... کو بیدار کر دیا ہے۔ مسجد قرطبہ ... وہاں صدائے اللہ اکبر گونجنے لگی ہے ایک ... خدائی عبادت ... بنیادی اینٹ احمدیت کے نقیب و سالار کے ہاتھوں سرزمین اسپین پر رکھ دی گئی ہے۔ اسلام کی روشن کرنیں اس زمین کو منور کرنے کے لئے نمودار ہوئی ہیں۔ اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ

فردوس کو تری بہاروں میں بسایا جائے گا
چنگاریوں کو دے کے شعلے بنایا جائیگا
وہ دن نہیں دور کچھ از فضل رب دوجہاں

صداقت اسلام کا ایک تازہ نشان

بقیہ صفحہ ۱۲

"قد جعل اللہ لکل شیء قدرا" اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور تخمینہ مقرر کیا ہوا ہے جس وقت وہ وقت آئے گا ہو جائے گا تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مادی ذرائع اگر نہیں ہیں تو تم فکر نہ کرو اللہ کافی ہے وہ ہو کر رہے گا چنانچہ میرے دل میں بڑی تسلی پیدا ہو گئی۔" (الفضل ۱۵ وفا (جولائی) ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۳)

۱۹۷۰ء میں کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ اسپین میں کبھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو خدائے واحد کا مرکز قائم کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ مگر اسلام کے زندہ اور سچے وعدوں والے خدا کی زبردست اقتداری تجلیات ملاحظہ ہوں کہ حالات نے یکا یک ایسا پلٹا کھایا کہ اسپین کے بعض سربرآوردہ اور انتہائی شریف النفس اصحاب کے قلوب میں خدائی تصرف نے اسلام اور مسلمانوں سے محبت کی ایک نئی لہر پیدا کر دی اور بالآخر حکومت اسپین کی طرف سے ۱۳ ستمبر ۱۹۸۰ء کو قرطبہ کی تاریخی ماحول میں جہاں ابو عمر احمد بن محمد قرطبیؒ جیسے محدث و مورخ حضرت یحییٰ جیسے فقیہ حضرت ابن زیدون جیسے شاعر بے بدل حضرت ابن حزم جیسے عالم ربانی اور حضرت احمد بن رشد جیسے عظیم فلاسفر بھی خیمہ زن رہتے ہیں۔ احمدیہ مسلم مشن اسپین کو ایک مسجد اور مشن ہاؤس بنانے کی اجازت دے دی گئی۔ جب کہ ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے دست مبارک سے ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور اس طرح مسلم اسپین کو تعمیر کرنے کی روحانی اور تبلیغی تحریک ایک نئے اور انقلابی دور میں داخل ہو گئی جو اسلام کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان اور پوری امت مسلمہ کے لئے عید مسرت ہے

دعا ہے کہ خدا وہ دن لائے جب کہ اسپین میں ایک مرتبہ پھر اسی جلال، تمکنت اور قوت و شوکت سے اللہ اکبر کی فلک بوس آوازیں گونجنے لگیں۔ جس طرح آج سے آٹھ سو سال پہلے اسپین کے ہر گھر سے گونجتی اور مغرب کی فضاؤں میں ارتعاش پیدا کر دیتی تھیں اور ایک بار پھر اسپین کا ملک اسلامی علوم و فنون کا پہلے سے بڑھ کر مرکز بن جائے جس سے ایک طرف ماسکو اور دوسری طرف نیویارک کی دیواریں تک روشن ہو جائیں اور اسلامی نوبت خانے پھر کبھی مرثیہ خوانوں کی آوازیں نہ بدل سکیں۔

آمین ثم آمین

دورۂ غانا

اُوپر سے نیچے

۱۔ احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں ہزاروں خدام کے مصروف ہیں۔
۲۔ زیرِ تعمیر مسجد و دار التبلیغ تیما کا معائنہ ملاحظہ فرماتے ہوئے۔
۳۔ احمدیہ ہسپتال اسوکور کے مریضوں کی دلجوئی۔
۴۔ بوٹس (سنٹرل ریجن) میں آم کے پودے کی تنصیب۔
۵۔ آبوری گارڈن (اکرا) میں خدام کے ساتھ چہل قدمی۔

سالٹ پانڈ کے کم و بیش پندرہ ہزار احمدی احباب نے حضور کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی۔

احمدیہ مسجد کماسی میں حضور ایک یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرما رہے ہیں۔

احمدیہ ہسپتال کوکوفو میں یادگاری تختی کی نقاب کشائی کے بعد پُرسوز اجتماعی دُعا۔

Registered with the registrar of news papers for India at No. R.N. 61/57

Regd. No. : P/G. D. P-3 Phone No. 35

ANNUAL GATHERING NUMBER

The Weekly BADR Qadian 143516

Editor-Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editor:—Jawaid Iqbal Akhtar PRICE Rs. 2,50

VOL. No. 29 | 20/27 SAFAR 1401 ★ 18/25 FATAH 1359 ★ 18/25 DEC. 1980 | ISSUE No. 51-52

صدسالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کا پہلا شیریں ثمر
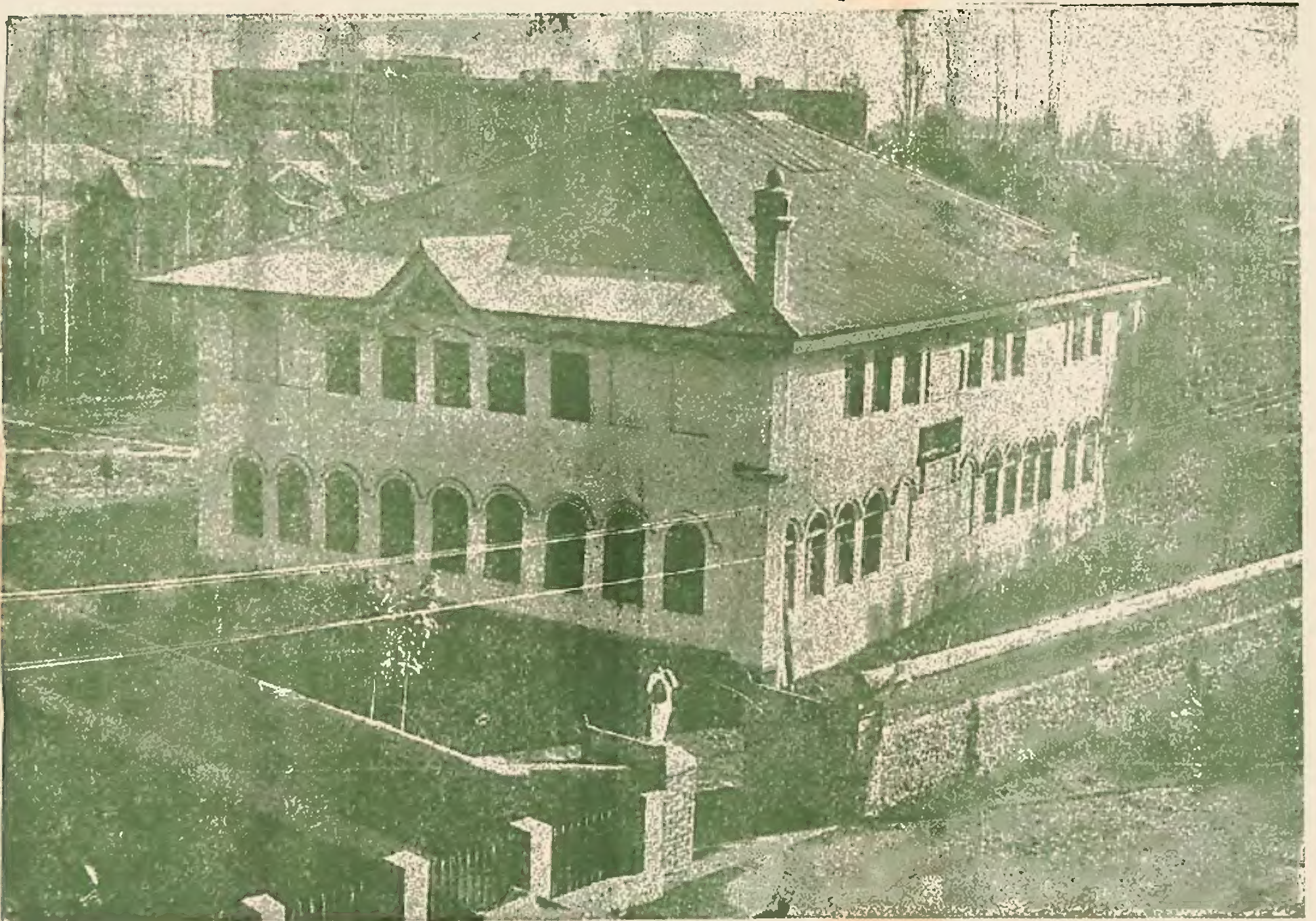
صدسالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کے تحت تین لاکھ روپے کی لاگت سے بمقام سرینگر (کشمیر) ہندوستان میں تعمیر ہونے والی جماعت احمدیہ کی پہلی عالیشان مسجد۔ جس کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء کو فرمایا ۔